بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّ اَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 73

شمارہ 6

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالرامریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

27 رجب 1445 ہجری قمری ● 8 تبلیغ 1403 ہجری شمسی ● 8 فروری 2024ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَاِنۡ اَحَدٌ مِّنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ اسۡتَجَارَکَ فَاَجِرۡہُ حَتّٰی یَسۡمَعَ کَلٰمَ اللّٰہِ ثُمَّ اَبۡلِغۡہُ مَاۡمَنَہٗ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ قَوۡمٌ لَّا یَعۡلَمُوۡنَ (سورۃ التوبہ:6)

ترجمہ : اور مشرکوں میں سے اگر کوئی تجھ سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دے یہاں تک کہ وہ کلام الٰہی سن لے پس اسے اسکی محفوظ جگہ تک پہنچادے۔ یہ (رعایت) اس لئے ہے کہ وہ ایک ایسی قوم ہیں جو علم نہیں رکھتے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 2 رفروری 2024 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

وعظ کا منصب ایک اعلیٰ درجہ کا منصب ہے اور وہ گویا شان نبوت اپنے اندر رکھتا ہے، بشرطیکہ خدا ترسی کو کام میں لایا جاوے

وعظ کہنے والا اپنے اندر ایک خاص قسم کی اصلاح کا موقع پالیتا ہے

کیونکہ لوگوں کے سامنے یہ ضروری ہوتا ہے کہ کم از کم اپنے عمل سے بھی ان باتوں کو کر کے دکھاوے جو وہ کہتا ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

نااہل پلید لوگ سچی اور حق و حکمت کی بات سن ہی نہیں سکتے اور جب کبھی کوئی بات معرفت اور حکمت کی ان کے سامنے پیش کی جائے تو وہ اس پر توجہ نہیں کرتے بلکہ لاپرواہی سے ٹال دیتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ وہ لوگ جو حق کہیں، وہ بھی تھوڑے ہیں۔ محض اللہ تعالیٰ کیلئے کسی کو حق کہنے والے لوگوں کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ گویا ہے ہی نہیں۔ علی العموم واعظ وعظ کہتے ہیں، لیکن ان کی اصل غرض اور مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ لوگوں سے کچھ وصول کریں اور دنیا کماویں۔ یہ غرض جب اس کی باتوں کے ساتھ ملتی ہے تو حقانیت اور للّٰہیت کو اپنی تاریکی میں چھپا لیتی ہے اور وہ لذت اور معرفت کی خوشبو جو کلامِ الٰہی کے سننے سے دل و دماغ میں پہنچتی ہے اور روح کو معطر کر دیتی ہے۔ وہ خودغرضی اور دنیا پرستی کے تعفن میں دب کر رہ جاتی ہے اور اسی مجلس وعظ میں اکثر لوگ کہہ اٹھتے ہیں۔ میاں یہ ساری باتیں ٹکڑا کمانے کی ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اکثر لوگوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ذریعہ معاش قرار دے لیا ہے، لیکن ہر ایک ایسا نہیں ہے۔

ایسے پاک دل انسان بھی ہوتے ہیں جو صرف اس لیے خدا اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں لوگوں تک پہنچاتے ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیلئے وہ مامور ہیں اور اس کو فرض سمجھتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ اس طرح پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کریں۔ وعظ کا منصب ایک اعلیٰ درجہ کا منصب ہے اور وہ گویا شان نبوت اپنے اندر رکھتا ہے۔ بشرطیکہ خدا ترسی کو کام میں لایا جاوے۔

وعظ کہنے والا اپنے اندر ایک خاص قسم کی اصلاح کا موقع پالیتا ہے کیونکہ لوگوں کے سامنے یہ ضروری ہوتا ہے کہ کم از کم اپنے عمل سے بھی ان باتوں کو کر کے دکھاوے جو وہ کہتا ہے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 505، مطبوعہ 2018 قادیان)

شیطان کے معنے عربی زبان کے لحاظ سے حق سے دُور ہونے والے وجود کے ہیں

یا بدی میں ترقی کر جانے والے کے اور ابلیس ایسے وجود کو کہتے ہیں جو مایوس ہو جائے

میری تحقیق کے مطابق شیطان اور ابلیس ایک ایسے وجود کا بھی نام ہے

جسے خدا تعالیٰ نے انسانوں کے امتحان کیلئے ملائکہ کے مقابل میں رکھا ہے

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الحج کی آیت 4 اور 5 (وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ وَّیَتَّبِعُ کُلَّ شَیۡطٰنٍ مَّرِیۡدٍ○ کُتِبَ عَلَیۡہِ اَنَّہٗ مَنۡ تَوَلَّاہُ فَاَنَّہٗ یُضِلُّہٗ وَیَہۡدِیۡہِ اِلٰی عَذَابِ السَّعِیۡرِ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

فرماتا ہے بغیر واضح دلیل کے تو کسی معاملہ میں بھی نہیں جھگڑنا چاہئے۔ پھر یہ کتنا ظلم ہے کہ کوئی شخص خدا تعالیٰ کے متعلق کج بحثی شروع کر دے اور کسی سرکش شیطان کے پیچھے لگ جائے۔ حالانکہ یہ الٰہی تقدیر ہے کہ جو شخص سرکش شیطان کے پیچھے لگ جائے اور اس کا دوست بن جائے، وہ اُسے گمراہ ہی کرتا ہے اور اُسے عذاب ہی کا رستہ دکھاتا ہے۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص بار بار شیطان کی بات ماننے لگتا ہے تو ان دونوں کا آپس میں دوستانہ تعلق ہو جاتا ہے اور یہ تعلق آخر اُسے جہنم تک پہنچا کر رہتا ہے۔ ایک دوسرے مقام پر بھی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنۡ یَّکُنِ الشَّیۡطٰنُ لَہٗ قَرِیۡنًا فَسَآءَ قَرِیۡنًا (نساء رکوع 6) کہ شیطان جسکا ساتھی بن جاتا ہے اُسے یاد رکھنا چاہئے کہ وہ بہت ہی بُرا ساتھی ہے۔ اگر اس حالت میں بھی انسان اپنی اصلاح کی طرف توجہ نہ کرے تو پھر بدیوں میں بڑھتے بڑھتے آخر وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ شیطان اس کا دوست نہیں رہتا بلکہ آقا بن جاتا ہے، اور وہ اُسکی غلامی میں پورے طور پر جکڑا جاتا ہے۔ گویا مومن تو ہدایت پر سوار ہوتے ہیں مگر یہ شخص اتنا گِر جاتا ہے کہ شیطان اُس کی پیٹھ پر سوار ہو جاتا ہے اور وہ جدھر چاہتا ہے اُسے ہانک کر لے جاتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق قرآن کریم نے کہا ہے کہ بعض انسانوں کو ہم نے ایسا بنایا ہے کہ وہ شیطان کی پرستش کرنے لگ گئے ہیں۔ (مائدہ رکوع 9) گویا یہ ذلت کا انتہائی مقام ہے کہ وہ انسان جسے خدا نے اپنا عبد بننے کیلئے پیدا کیا تھا وہ اپنی بدکرداریوں سے شیطان کی فرمانبرداری کرنے لگ جاتا ہے۔

اس جگہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کے بارے میں بھی کچھ روشنی ڈال دی جائے کہ وہ کیا چیز ہے۔ شیطان کے معنے عربی زبان کے لحاظ سے حق سے دُور ہونے والے وجود کے ہیں یا بدی میں ترقی کر جانے والے کے اور ابلیس ایسے وجود کو کہتے ہیں جو مایوس ہو جائے۔ میری تحقیق کے مطابق شیطان اور

باقی صفحہ 18 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی ﷺ

افضل اعمال

(2518) حضرت ابو ذر (غفاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں نے نبی ﷺ سے پوچھا: کونسا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ مَیں نے کہا: گردنوں میں سے کون سی گردن آزاد کرنا بہتر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ جو قیمت میں سب سے زیادہ ہو اور جو اپنے مالکوں کو زیادہ پسندیدہ ہو۔ مَیں نے کہا: اگر مَیں یہ نہ کرسکوں؟ آپؐ نے فرمایا: تو پھر کسی بے کار کی مدد کر کے اسے باکار بنائے یا بے ہنر کو جو کما نہ سکے، کما کر مدد دے۔ انہوں نے کہا: اگر مَیں یہ بھی نہ کر سکوں تو آپؐ نے فرمایا: تو پھر لوگوں کو شر پہنچانے سے علیحدہ رہ کیونکہ یہ صدقہ ہوگا جو تُو اپنے نفس کیلئے کرے گا۔

(2528) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ نے میرے لئے میری امت کے ان وسوسوں کو جو ان کے سینے میں پیدا ہوں نظر انداز کر دیا ہے، جب تک کہ کوئی ان پر عمل یا ان کا اظہار نہ کرے۔

(صحیح بخاری، جلد 4، کتاب العتق، مطبوعہ 2008 قادیان)

اس شمارہ میں

خطاب حضور انور جلسہ سالانہ قادیان 2022ء
خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 19 رجنوری 2024 (مکمل متن)
سیرت آنحضرت ﷺ (از سیرت خاتم النّبیین)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
جماعت یو.کے کے نومبائعین کی حضور انور سے ملاقات
پیغام حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ یونان 2023ء
اعلان نکاح از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ
جنازہ حاضر و غائب
خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب
اعلان وصایا
خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

خطاب جلسہ سالانہ قادیان 2022ء

دوسری شرطِ بیعت میں مذکور نو 9 برائیوں کو چھوڑنے سے انسان روحانی اور اخلاقی طور پر ترقی کرسکتا ہے

تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہوسکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو

اگر اعتراض کرنے والوں اور عقل کے اندھوں کی آنکھیں بند نہ ہوں تو ہر ملک میں جلسہ ہائے سالانہ کا انعقاد
اور ان میں شاملین کی تعداد انہیں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی دکھانے کیلئے کافی ہے

ہمیں اس فضل سے فیض اٹھانے اور اس مقصد کو پورا کرنے کیلئے اپنی ذمہ داریاں بھی ادا کرنی ہوں گی اور اپنے عہد اور اپنے وعدے کو
جو ہم نے جماعت میں شامل ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہے پورا کرنا ہوگا۔ اس کیلئے ہمیں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی

’’یقیناً یاد رکھو جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں‘‘

’’اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں وہ سچ کی وجہ سے نہیں ہوتی، وہ سزا ان کی بعض اَور مخفی در مخفی بدکاریوں کی ہوتی ہے، اور کسی اَور جھوٹ کی ہوتی ہے‘‘

ہر احمدی کو اپنی سچائی کے معیار بہت اونچے کرنے کی ضرورت ہے، اگر یہ سچائی کے معیار ہم حاصل کرلیں تو بہت سے جھگڑے اور مسائل ہمارے ختم ہو جائیں

جس برائی سے آپؑ نے خاص طور پر بچنے کی تلقین فرمائی وہ بدنظری ہے

اسلام نے نظروں کو نیچا رکھنے کا حکم مرد اور عورت دونوں کو دیا ہے اور یہ دے کر حیا کے اس معیار کو قائم فرمایا ہے جس سے کسی برائی کا امکان ہی نہ رہے

اگر اللہ تعالیٰ کی رضا ہم نے حاصل کرنی ہے تو پھر باریکی میں جا کر ہمیں اپنی اصلاح کرنی ہوگی اور اپنے بچوں کو بھی سمجھانا ہوگا

’’صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بناوے
تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہوگی اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہوگی کہ اس کو باقیاتِ صالحات کا مصداق کہیں‘‘

’’مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی روک نہیں‘‘

ہمیں اس بات پر بھی غور کرنا چاہئے، کیا ہم بیعت کی امانت کا بھی حق ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ اس میں کسی طرح سے خیانت تو نہیں ہو رہی؟

ایک عزم کے ساتھ عہد کریں کہ ہم نے لجنہ کی اگلی صدی میں اس عہد کے ساتھ قدم رکھنا ہے کہ ہم اپنی نسلوں کو عہدِ بیعت کا حق ادا کرنے والا بنائیں گی

قرآنِ کریم، احادیثِ نبویہؐ اور ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روشنی میں سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی دوسری شرطِ بیعت میں مذکور نو 9 برائیوں جھوٹ، زنا، فحشاء، فسق و فجور، ظلم، خیانت، فساد، بغاوت اور نفسانی جوش کے غلبہ سے دامن بچائے رکھنے کی عارفانہ نصیحت

لجنہ اماء اللہ کے قیام پر سو سال مکمل ہونے پر آئندہ نسل کو عہدِ بیعت پر کاربند کرنے کا عہد کرنے کی تلقین

جلسہ سالانہ قادیان 2022ء کے اختتامی اجلاس سے سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب فرمودہ مورخہ 25؍ دسمبر 2022ء بروز اتوار بمقام ایوان مسرور، اسلام آباد ٹلفورڈ، یوکے

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان کے جلسہ سالانہ کا آخری دن ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تین دن اللہ تعالیٰ کی برکات سمیٹتے ہوئے گزر گئے۔ اسی طرح جیسا کہ میں نے جمعہ میں ذکر کیا تھا بہت سے افریقن ممالک میں بھی ان دنوں میں جلسہ سالانہ ہو رہا ہے جن میں نائیجیریا، آئیوری کوسٹ، گنی بساؤ، گنی کناکری، ٹوگو، برکینا فاسو، مالی اور زمبابوے شامل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایم ٹی اے کے ذریعہ ہمیں ایک دوسرے کو دیکھنے اور سننے کی بھی توفیق دی ہے۔ بعض شامل کیے گئے ہیں بعضوں کے ٹیکنیکل مسائل تھے شاید اس لیے نہیں شامل ہوسکے لیکن بہرحال پانچ چھ ملک تو شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایم ٹی اے کے ذریعہ ہمیں ایک دوسرے کو دیکھنے اور سننے کی توفیق عطا فرمائی۔ ایک ہی وقت میں تمام ملک میری باتیں بھی سن رہے ہیں، دیکھ بھی رہے ہیں اور ہم ان کو دیکھ رہے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اپنے وعدے کو پورا کرنے کا اظہار ہے۔

بہرحال جب ہم جلسہ سالانہ کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو اس جلسہ کو دیکھتے ہیں جو آج سے 130 سال پہلے ہوا۔ یعنی باقاعدہ جلسہ جس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان فرمایا تھا گو اس سے پہلے 1891ء میں بھی ایک جلسہ ہوا تھا لیکن وہ ایک دن کا تھا اور زیادہ تر انتظامی پہلو زیر نظر رہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تازہ تصنیف ’’آسمانی فیصلہ‘‘ جو اُس وقت لکھی تھی مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھ کر سنائی تھی۔ بہرحال جماعتی تاریخ میں 1891ء کو ہی جماعت کی تاریخ میں پہلا جلسہ شمار کیا جاتا ہے لیکن باقاعدہ اشتہار دے کر جلسہ سالانہ کی تاریخیں مقرر کر کے جس جلسہ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان فرمایا وہ میرے نزدیک تو 1892ء کا جلسہ ہے اور اس جلسہ کا مقصد دینی، روحانی اور اخلاقی ترقی بیان فرمایا اور اس پر بہت شدت سے زور دیا۔ یہی مقصد ہے جسکے حصول کیلئے آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے ہر ملک میں جہاں جماعت احمدیہ باقاعدہ قائم ہے جلسہ سالانہ منعقد ہوتا ہے۔ 1891ء کے مختصر جلسہ میں 75؍افراد تھے جو چند گھنٹوں میں ختم ہو گیا تھا اور 1892ء کے باقاعدہ جلسہ میں 327؍افراد شامل ہوئے۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ملک میں ہمیں ہزاروں کی تعداد میں شاملین دکھا رہا ہے۔ کیا یہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کا اور اسکے وعدوں کا جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیے، ثبوت نہیں ہے؟ یقیناً ہے!

اگر اعتراض کرنے والوں اور عقل کے اندھوں کی آنکھیں بند نہ ہوں تو یہی ایک بات انہیں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی دکھانے کیلئے کافی ہے۔

بہرحال ان کو نظر آئے یا نہ آئے یہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات ہیں، اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدوں کا پورا ہونا ہے

باقی صفحہ 10 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے خون ٹپک رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنا خون پونچھتے جاتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ

كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوا نَبِيَّهُمْ وَكَسَرُوا رَبَاعِيَتَهُ وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللهِ

وہ قوم کیسے کامیاب ہوسکتی ہے جس نے اپنے نبی کو زخمی کیا اور اس کا رباعی دانت توڑ ڈالا جبکہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے

اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت سعد بن عبادہؓ کے درمیان سے نمودار ہوئے اور ہم نے آپؐ کی چال سے آپؐ کو پہچان لیا،

اس وقت ہماری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا اور ایسا لگتا تھا جیسے نہ ہمیں کوئی شکست ہوئی اور نہ ہمارا کوئی نقصان ہوا

جب سب مسلمانوں نے آپؐ کو دیکھا اور پہچان لیا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد پروانوں کی طرح جمع ہو گئے

ایک وقت تو ایسا بھی آیا کہ بارہ بھی نہیں صرف تین آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد رہ گئے اور کفار نے خاص طور پر

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تیر اندازی شروع کر دی لیکن باوجود ان نازک حالات کے آپؐ برابر دشمن کے مقابلہ میں کھڑے رہے اور اپنے مقام سے نہیں ہلے

حضرت طلحہؓ نیچے بیٹھ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اوپر پیر رکھ کر چٹان پر چڑھے

حضرت زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ طلحہ نے اپنے اوپر جنت واجب کر لی

جنگِ اُحد میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچنے والی تکالیف اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی جاں نثاری کا ایمان افروز تذکرہ

فلسطین کے مظلومین کیلئے دعا کی مکرر تحریک نیز مسلمانوں کو امّتِ واحدہ بننے کی تلقین

اب یہ مسلمان ملکوں کا حال ہو گیا ہے کہ بجائے اسکے کہ اکٹھے ہو کے فلسطین کو بچانے کی فکر کریں خود مسلمانوں نے لڑنا شروع کر دیا ہے

اور پاکستان اور ایران میں بھی اب سنا ہے چپقلش شروع ہو گئی ہے، ایک دوسرے پہ انہوں نے بم بھی مارے ہیں، تو یہ خطرناک صورتحال پیدا ہو رہی ہے

اللہ تعالیٰ ہی ان مسلمان ملکوں کو، لیڈروں کو عقل اور سمجھ عطا فرمائے، ان کیلئے بھی دعا کریں، اللہ تعالیٰ حقیقت میں ان کو اپنے مقصد کو سمجھنے کی توفیق دے اور ایک امّت واحدہ بننے والے ہوں

حضرت مصلح موعودؓ کے نواسے مکرم سید مولود احمد صاحب ابن مکرم سید داؤد مظفر شاہ صاحب اور

مکرم المیداآگ محمد صاحب صدر جماعت مہدی آباد، ڈوری ریجن برکینا فاسو کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 19؍جنوری 2024ء بمطابق 19؍صلح 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر دارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

جنگ اُحد کے بارے میں ذکر ہو رہا ہے۔ اس ضمن میں مزید بیان کروں گا۔ جیسا کہ بیان ہوا تھا کہ دشمن نے اعلان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ جس نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر مشہور کی تھی جب مسلمانوں نے یہ سنی تو مسلمانوں کی حالت کیا ہوئی؟

اسکی تفصیل میں بیان ہوا ہے کہ جب ابنِ قمئہ نے یہ سمجھا کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیا ہے اور اس نے منادی کر دی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شہید ہو گئے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ منادی کرنے والا شیطان تھا جو جُعَالْ یا جُعَیْلِ بن سُراقہ کی شکل میں تھا۔

جُعَال ابتدائی صالح مسلمانوں میں سے تھے اور اہل صفہ میں بھی شامل تھے۔ ان کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے موقع پر تبدیل کر کے عمر رکھ دیا تھا۔ بہرحال یہ سن کر لوگ جُعَال پر لپکے کہ انہیں قتل کر دیں مگر انہوں نے اس منادی سے براءت کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا میں نے تو کوئی اعلان نہیں کیا۔ اور خَوَّاتْ بن جُبَیر اور ابوبُرْدَہ نے گواہی دی کہ جب یہ منادی ہوئی تو وہ ان کے پاس اور پہلو میں قتال کر رہے تھے۔ انہوں نے گواہی دی کہ یہ تو میرے ساتھ مل کے دشمن کے ساتھ لڑ رہے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اعلان کرنے والا اَزَبُّ الْعَقَبَہ تھا جس نے تین مرتبہ اعلان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں اور اس بارے میں کئی قول ہیں کہ یہ اعلان کس نے کیا تھا۔ ممکن ہے مختلف لوگوں نے مختلف طور پر دیکھا ہو۔ مختلف لوگوں نے کیا ہو یعنی ابنِ قَمِئَہ نے، ابلیس اور اَزَبُّ الْعَقَبَہ میں سے ہر ایک نے اعلان کیا ہو۔ کوئی شیطان فطرت انسان بھی یہ اعلان کر سکتا ہے۔

اس خبر کے پھیلتے ہی مسلمانوں میں سے بعض نے کہا کہ اب جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو تم اپنی قوم کے پاس لوٹ چلو وہ تمہیں امان دیں گے۔ اس پر کچھ دوسرے لوگوں نے کہا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو کیا تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور اسکے پیغام کیلئے نہیں لڑو گے یہاں تک کہ تم اپنے رب کے حضور شہید ہو کر حاضر ہو؟

حضرت ثابت بن دَحْدَاحؓ نے انصار سے کہا کہ اے انصار کے گروہ! اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور اسے موت نہیں آ سکتی۔ اپنے دین کیلئے قتال کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح و کامرانی عطا کرنے والا ہے۔

یہ سن کر انصاری مسلمانوں کا ایک گروہ اٹھا اور انہوں نے حضرت ثابتؓ کے ساتھ مل کر مشرکین کے اس گروہ پر حملہ کر دیا جس میں خالد بن ولید، عِکْرِمَہ بن ابوجہل اور عَمرو بن عاص اور ضِرَار بن خَطَّاب تھے۔ مسلمانوں کی اس چھوٹی سی جماعت کو حملہ کرتے ہوئے دیکھ کر خالد بن ولید نے ان پر سخت جوابی حملہ کیا اور ثابت بن دَحْدَاحؓ اور ان کے انصاری ساتھیوں کو شہید کر دیا۔

(السیرۃ الحلبیہ، جلد2، صفحہ 489 تا 490، دارالمعرفۃ بیروت لبنان 2012ء)

ابتری کی اس کیفیت کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النّبیینؐ میں جو لکھا ہے وہ اس طرح ہے۔ کہتے ہیں کہ ''اس وقت مسلمان تین حصوں میں منقسم تھے۔ ایک گروہ وہ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر سن کر میدان سے بھاگ گیا تھا مگر یہ گروہ سب سے تھوڑا تھا۔ ان لوگوں میں حضرت عثمان بن عفانؓ بھی شامل تھے۔ مگر جیسا کہ قرآن شریف میں ذکر آتا ہے اس وقت کے خاص حالات اور ان لوگوں

کے دلی ایمان اور اخلاص کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا۔ ان لوگوں میں سے بعض مدینہ تک جا پہنچے اور اس طرح مدینہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خیالی شہادت اور لشکر اسلام کی ہزیمت کی خبر پہنچ گئی جس سے تمام شہر میں ایک کہرام مچ گیا اور مسلمان مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے نہایت سراسیمگی کی حالت میں شہر سے باہر نکل آئے اور اُحد کی طرف روانہ ہو گئے اور بعض تو جلد جلد دوڑتے ہوئے میدان جنگ میں پہنچے اور اللہ کا نام لے کر دشمن کی صفوں میں گھس گئے۔'' یعنی انہوں نے جنگ شروع کر دی۔ ''دوسرے گروہ میں وہ لوگ تھے جو بھاگے تو نہیں تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر سن کر یا تو ہمت ہار بیٹھے تھے اور یا اب لڑنے کو بیکار سمجھتے تھے اور اس لئے میدان سے ایک طرف ہٹ کر سرنگوں ہو کر بیٹھ گئے۔ تیسرا گروہ وہ تھا جو برابر لڑ رہا تھا۔ ان میں سے کچھ تو وہ لوگ تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد جمع تھے اور بے نظیر جان نثاری کے جوہر دکھا رہے تھے اور اکثر وہ تھے جو میدان جنگ میں منتشر طور پر لڑ رہے تھے۔

ان لوگوں اور نیز گروہ ثانی کے لوگوں کو جوں جوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ موجود ہونے کا پتہ لگتا جاتا تھا یہ لوگ دیوانوں کی طرح لڑتے بھڑتے آپؐ کے اردگرد جمع ہوتے جاتے تھے۔

اس وقت جنگ کی حالت یہ تھی کہ قریش کا لشکر گویا سمندر کی مہیب لہروں کی طرح چاروں طرف سے بڑھا چلا آتا تھا اور میدان جنگ میں ہر طرف سے تیر اور پتھروں کی بارش ہو رہی تھی۔ جان نثاروں نے اس خطرہ کی حالت کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد گھیرا ڈال کر آپؐ کے جسم مبارک کو اپنے بدنوں سے چھپا لیا مگر پھر بھی جب کبھی حملہ کی رَو اٹھتی تھی تو یہ چند گنتی کے آدمی ادھر ادھر دھکیل دیئے جاتے تھے اور ایسی حالت میں بعض اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریباً اکیلے رہ جاتے تھے۔ کسی ایسے ہی موقعہ پر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے مشرک بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا ایک پتھر آپؐ کے چہرہ مبارک پر لگا جس سے آپؐ کا ایک دانت ٹوٹ گیا اور ہونٹ بھی زخمی ہوا۔ ابھی زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ ایک اَور پتھر جو عبداللہ بن شِہاب نے پھینکا تھا اس نے آپؐ کی پیشانی کو زخمی کیا اور تھوڑی دیر کے بعد تیسرا پتھر جو ابن قَمِئہ نے پھینکا تھا آپؐ کے رخسار مبارک پر آ کر لگا جس سے آپؐ کے مغفر (خَود) کی دو کڑیاں آپؐ کے رخسار میں چبھ کر رہ گئیں۔ سعد بن ابی وقاصؓ کو اپنے بھائی عتبہ کے اس فعل پر اس قدر غصہ تھا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ مجھے کبھی کسی دشمن کے قتل کیلئے اتنا جوش نہیں آیا جتنا مجھے اُحد کے دن عتبہ کے قتل کا جوش تھا۔'' (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 493-494)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ دعا کی قبولیت کی فلاسفی کا مضمون بیان کر رہے ہیں اور یہ بیان کرتے ہوئے آپؓ نے ایک لمبی تفصیل کے ساتھ اُحد کے اس واقعہ کا بھی ذکر کیا ہے۔

آپؓ فرماتے ہیں کہ ''میں نے جو یہ کہا کہ اگر انگریز قوم سچے دل سے توحید پر قائم ہو کر مجھ سے دعا کی درخواست کرے تو اسے فتح حاصل ہو گی۔'' یہ 1940ء میں دوسری جنگ عظیم کے وقت کی بات ہے۔ بہرحال آپؓ فرماتے ہیں کہ اگر یہ لوگ مجھ سے دعا کی درخواست کریں تو ان کو فتح حاصل ہو گی۔ ''یہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں، اسکے کلام اور میری رؤیاؤں کے عین مطابق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس قوم کیلئے بہت دعائیں کی ہیں مگر ان قوموں نے خدا تعالیٰ کے تخت پر ایک بندے کو بٹھایا ہوا ہے اس لئے خدا تعالیٰ ان کو ابتلاؤں میں ڈال رہا ہے۔'' یعنی حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بنایا ہوا ہے۔ اس لیے یہ لوگ ابتلا میں پڑے ہوئے ہیں۔ دعائیں ان کیلئے بڑی ہوئی ہیں۔ پھر آپؓ نے پیغامیوں کا ذکر کیا کہ ''پیغامی انکار کریں تو بے شک کریں'' یعنی پیغامیوں کا نظریہ اس سے مختلف ہے جو حضرت مصلح موعودؓ بیان فرما رہے ہیں۔ بہرحال آپؓ فرماتے ہیں کہ ''مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے متعلق جو دعائیں کی ہیں ان کے قبول ہونے میں روک ان کا شرک ہی ہے اگر یہ روک جزواً یا کُلاً دُور ہو جائے تو یہ دعائیں فوراً قبولیت کا جامہ پہن لیں گی۔ میں نے کئی رؤیا ایسے دیکھے ہیں کہ میری دعاؤں سے ان کی مصیبتیں ٹل سکتی ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں جو دعا کرتا ہوں وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ اگر میرے اختیار میں یہ بات ہوتی تو میں ان تکلیفوں کو ہی کیوں نہ ٹال دیتا جو خود ہمیں آتی ہیں۔ قرآن کریم میں ہے کہ کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ اگر تم خدا تعالیٰ کے اتنے ہی محبوب ہو تو کیوں تمہارا فلاں کام نہیں ہو جاتا مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمدؐ! ان سے کہہ دے کہ اگر میرے اختیار کی بات ہوتی تو میں سب بھلائیاں اپنے ہی لئے نہ جمع کر لیتا؟

پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے یہ قانون نہ تھا'' کہ آپؐ کی ہر دعا قبول ہو ''تو میرے لئے کیونکر ہو سکتا ہے؟ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بھی یہی قانون تھا کہ جب خدا تعالیٰ دعا قبول کرنے کیلئے تیار ہوا اور کسی نشان کے ذریعہ آپؐ کی عزت قائم کرنا چاہے تو وہ ضرور قبول کر لیتا۔ تو میرے لئے یا کسی اَور کیلئے اس کے خلاف کیونکر ہو سکتا ہے؟ میں تسلیم کرتا ہوں کہ انگریزوں کی طاقت میں ہے کہ چاہیں تو ہمیں پھانسی دے دیں یا قید کر دیں۔ حالانکہ اس وقت وہ دشمن کے مقابلہ میں کمزور نظر آتے ہیں'' جنگ عظیم میں اس وقت ان کا کافی بُرا حال تھا۔ ''مگر باوجود اس کے میرا دعویٰ ہے کہ میری دعا سے ان کی مشکلات دُور ہو سکتی ہیں کیونکہ انگریزوں کا ہماری جانوں پر تصرف اَور قانون کے ماتحت ہے اور اس بارہ میں دعا کی قبولیت ایک اَور قانون کے ماتحت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑنے کیلئے ایران کے بادشاہ نے ارادہ کیا تھا مگر ابھی پکڑنے والے نہ آئے تھے۔ صرف پیغام لے کر یمن کے گورنر کے آدمی پہنچے تھے مگر آپؐ نے ان سے فرمایا کہ جاؤ اپنے آقا سے کہہ دو کہ ہم نہیں آتے۔ تمہارے خدا کو ہمارے خدا نے مار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بادشاہ کے لڑکے کو تحریک کی اور اس نے اپنے باپ کو مار دیا۔ مگر اُحد کی جنگ میں دشمن نے آپؐ پر حملہ کیا، پتھر مارے، آپؐ کے دانت ٹوٹ گئے، سر زخمی ہو گیا اور خَود کی کیلیں سر میں کھب گئیں۔ آپؐ بے ہوش ہو کر گر پڑے اور آپؐ کے اوپر بعض اَور زخمی صحابہؓ گرے اور صحابہؓ نے خیال کر لیا کہ آپؐ شہید ہو گئے۔

اب کوئی کہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو آپؐ کی اتنی عزت منظور تھی کہ آپؐ کی خاطر ایران کے بادشاہ کو اتنی دُور مروا دیا تو اُس نے اُحد کے میدان میں کافروں کو آپؐ کو اس طرح پتھر کیوں مارنے دیئے؟ تو یہ اعتراضات درست نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مصلحتیں اور حکمتیں ہوتی ہیں۔ یہ راز ہیں۔ بعض مواقع پر وہ تھوڑی سی بات پر پکڑ لیتا ہے۔ بعض دفعہ کسی مصلحت کے ماتحت ڈھیل دیتا ہے تا انسان کی بے بسی اور بے سروسامانی ظاہر ہو۔''

(خطبات محمود، جلد 21، صفحہ 227 تا 229، خطبہ جمعہ فرمودہ 5/ جولائی 1940ء)

بہرحال یہ واقعہ چل رہا ہے۔ قتل کی افواہ کے بعد پھر صحابہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اچانک دیدار بھی ہوا۔ اسکی تفصیل میں لکھا ہے کہ حضرت ابوعُبیدہؓ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس وقت سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا کہ آپؐ زندہ سلامت موجود ہیں۔

حضرت ابوعُبیدہؓ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؐ کی آنکھوں کی وجہ سے پہچانا جو خَود کے نیچے سے روشن اور منور نظر آ رہی تھیں۔

خَود وہ خول ہوتا ہے جو جنگ کے وقت سپاہی سر اور چہرے کی حفاظت کیلئے اوڑھتا ہے۔ بہرحال کہتے ہیں مجھے آنکھوں میں بڑی چمک اور روشنی نظر آ رہی تھی۔ مجھے پتہ لگ گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ غرض میں نے جیسے ہی آپؐ کو پہچانا تو پوری قوّت سے چلایا کہ اے مسلمانو! تمہیں خوشخبری ہو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف اشارہ کر کے مجھے روکا کہ خاموش رہو۔

(سیرۃ الحلبیۃ، جلد 2، صفحہ 320، دار الکتب العلمیۃ بیروت) (سیرت الحلبیہ (مترجم) جلد دوم، صفحہ 179، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سب سے پہلے ایک اَور صحابی تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا۔ چنانچہ ایک مصنف لکھتا ہے کہ گڑھے میں گرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام جسم مبارک خون سے تربتر تھا۔ آپؐ باہر نکلے تو حضرت کعب بن مالکؓ نے خَود کے بیچ ہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا اور خوشی سے صدا بلند کرنے لگا۔ یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِینَ, أَبْشِرُوْا هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ اے مسلمانو کے گروہ! خوش ہو جاؤ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خاموش رہنے کا اشارہ فرمایا لیکن مسلمانوں کو جیسے جیسے اطلاع ملتی گئی سب آپؐ کی طرف لپکتے آئے۔

ان میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت علی بن ابی طالبؓ، حضرت طلحہ بن عُبید اللہؓ، حضرت زُبیر بن عوامؓ، حضرت حارث بن صِمّہؓ اور دیگر مسلمان بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ان اصحابؓ کے ہمراہ جبل اُحد کی ایک گھاٹی میں پناہ گزین ہوئے۔ راستے میں دشمنوں نے جتنے بھی حملے کیے اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا خوب دندان شکن جواب دیا۔

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، جلد 6، صفحہ 537، مکتبہ دار المعارف لاہور)

بعض کتب میں ہے کہ جنگ کا پانسہ پلٹ جانے کی وجہ سے صورتحال نازک اور ناگفتہ بہ ہو گئی تھی۔

اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت سعد بن عبادہؓ کے درمیان سے نمودار ہوئے اور ہم نے آپؐ کی چال سے آپؐ کو پہچان لیا۔ اس وقت ہماری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا اور ایسا لگتا تھا جیسے نہ ہمیں کوئی شکست ہوئی اور نہ ہمارا کوئی نقصان ہوا۔ جب سب مسلمانوں نے آپؐ کو دیکھ اور پہچان لیا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد پروانوں کی طرح جمع ہو گئے اور آپؐ ان سب کو لے کر ایک گھاٹی کی طرف روانہ ہوئے۔ اس وقت آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت حارث بن صمہؓ تھے۔

(سیرۃ الحلبیہ، جلد 2، صفحہ 320، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ''مسلمانوں کیلئے یہ حملہ چونکہ بالکل غیر متوقع تھا اس لئے ان پر سخت گھبراہٹ طاری ہو گئی اور بوجہ بکھرے ہوئے ہونے کے دشمن کا مقابلہ نہ کر سکے۔ میدان پر کفار نے قبضہ کر لیا اور اکثر صحابہؓ سراسیمگی اور اضطراب کی حالت میں مدینہ کی طرف بھاگ پڑے یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد صرف بارہ صحابہؓ رہ گئے اور ایک وقت تو ایسا بھی آیا کہ بارہ بھی نہیں صرف تین آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد رہ گئے اور کفار نے خاص طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تیر اندازی شروع کر دی لیکن باوجود ان نازک حالات کے آپؐ برابر دشمن کے مقابلہ میں کھڑے رہے اور اپنے مقام سے نہیں ہلے۔

آخر دشمن نے یکدم ریلہ کر دیا اور وہ چند آدمی بھی دھکیلے گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو کر ایک گڑھے میں گر گئے۔ آپؐ پر بعض اَور صحابہؓ جو آپؐ کی حفاظت کر رہے تھے شہید ہو کر گر گئے اور اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھوڑی دیر کیلئے صحابہؓ کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے اور لشکر میں یہ افواہ پھیل گئی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ یہ خبر صحابہؓ کیلئے اَور بھی پریشان کن ثابت ہوئی اور ان کی رہی سہی ہمت بھی جاتی رہی۔ جو صحابہؓ اس وقت آپؐ کے گرد موجود تھے اور زندہ تھے انہوں نے لاشوں کو ہٹا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گڑھے میں سے نکالا اور حفاظت کیلئے آپؐ کے اردگرد کھڑے ہو گئے۔''

(تفسیر کبیر، جلد 9، صفحہ 77)

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں کے گھیرے سے نکل کر اپنے جاں نثاروں کے ساتھ گھاٹی کی طرف جا رہے تھے تو عثمان بن عبداللہ بن مُغیرہ ایک سیاہ و سفید گھوڑے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھا۔ وہ سر سے پیر تک زرہ پوش تھا اور اس گھاٹی کی طرف بڑھ رہا تھا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جا رہے تھے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ یا تو وہ زندہ رہیں گے یا مَیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی آواز سن کر ٹھہر گئے۔ اس وقت عثمان کے گھوڑے کو ان گڑھوں میں سے ایک سے ٹھوکر لگی (جو وہاں گڑھے کھودے ہوئے تھے) اور وہ اس میں گر پڑا۔ اس وقت حضرت حارثؓ اسکی طرف جھپٹے۔ تھوڑی دیر دونوں میں تلواروں کے وار ہوئے۔ اچانک حضرت حارث بن صِمَّہؓ نے اسکے پاؤں پر تلوار ماری۔ عثمان اس زخم سے ایک دم بیٹھ گیا۔ اس وقت حضرت حارثؓ نے اسکا کام تمام کر دیا اور اسکی زرہ اور خَود اتار لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا: خدا کا شکر ہے کہ جس نے اس کو ہلاک کر دیا۔ اسی وقت عُبَید اللہ بن جابِر عامِری نے حضرت حارثؓ پر حملہ کیا اور ان کے مونڈھے پر وار کر کے انہیں زخمی کر دیا۔ حضرت حارثؓ کے ساتھی انہیں اٹھا کر لے گئے۔ ساتھ ہی حضرت ابو دُجانہؓ نے لپک کر عُبَید اللہ پر حملہ کیا اور اسے اپنی تلوار سے قتل کر کے واپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے۔

(سیرۃ الحلبیہ، جلد 2، صفحہ 321، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

مکہ کے ایک رئیس اُبَیّ بن خَلَف کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کا بھی ذکر ملتا ہے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی کی طرف جا رہے تھے تو اُبَیّ بن خَلَف ادھر آ گیا۔ اُبَیّ بن خَلَف نے غزوۂ بدر میں قیدی بننے کا فدیہ ادا کیا تھا۔ اس نے کہا کہ میرے پاس عُوْد گھوڑا ہے جسے میں ہر روز ایک فَرَق یعنی ساڑھے سات کلو مکئی کھلاتا ہوں۔ بہت طاقتور ہے اور بڑا صحت مند ہے۔ میں اس پر سوار ہو کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کروں گا۔ جب آپؐ تک اسکی یہ بات پہنچی تو آپؐ نے فرمایا: نہیں! بلکہ میں اسے قتل کروں گا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس نے یہ بات ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ میں آپؐ سے کی تھی۔ الغرض جب غزوۂ اُحد ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ اُبَیّ بن خَلَف میرے پیچھے سے مجھ پر حملہ آور ہو گا۔ جب تم اسے دیکھو تو مجھے بتا دینا۔ وہ زرہ پہنے ہوئے گھوڑے کو رقص کراتا آ رہا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے دیکھ لیا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں؟ اگر وہ بچ گئے تو مَیں نہیں بچ سکوں گا۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ اسکے سامنے آ گئے۔ وہ آپؐ کا دفاع کر رہے تھے۔ مصعب بن عمیرؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کر رہے تھے۔ اس نے مصعب بن عمیرؓ کو شہید کر دیا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ! ابی آپؐ کی طرف آ رہا ہے۔ اگر آپؐ پسند کریں تو ہم میں سے ایک شخص اسکا کام تمام کر دے۔ دوسری روایت میں ہے کہ صحابہ کرامؓ اسکے سامنے آ گئے۔ آپؐ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ اسکے راستے سے ہٹ جاؤ۔ جب وہ آپؐ کے قریب ہو گیا تو آپؐ نے فرمایا: اے کذاب! بھاگ کر کہاں جاتا ہے؟ حضور اکرمؐ نے حضرت حارِثہ بن صِمَّہؓ سے نیزہ لیا۔ دوسرے قول کے مطابق حضرت زبیر بن عوامؓ سے نیزہ لیا۔ آپؐ نے جھرجھری لی۔ صحابہ کرامؓ آپؐ سے یوں پرے ہو گئے جیسے اونٹ کی کمر سے مکھیاں دُور ہو جاتی ہیں۔ آپؐ ابی کے سامنے آئے اسکی گردن پر نیزہ مارا یا خَود اور زرہ کے درمیان نظر آنے والی جگہ پر نیزہ مارا جس کی وجہ سے وہ اپنے گھوڑے سے کئی بار نیچے لڑھکا۔ وہ بیل کی طرح ڈکارنے لگا۔ اسکی گردن پر معمولی سی خراش آئی اسکا خون رک گیا یا اسکی پسلیوں میں سے کوئی پسلی ٹوٹ گئی۔ وہ اپنی قوم کے پاس واپس گیا اور کہا بخدا! مجھے محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قتل کر دیا ہے۔ قوم نے کہا تیرا دل ٹوٹ گیا ہے۔ بخدا! تجھے کچھ نہیں ہوا۔ یہ معمولی خراش ہی ہے اگر ہم میں سے کسی کی آنکھ پر بھی اتنا زخم آتا تو اس کو کچھ بھی نہ ہوتا۔ اس نے کہا کہ مجھے لات اور عزیٰ کی قَسم! جو چوٹ مجھے لگی ہے اگر اہل ذُوْ الْمَجَاز یا رَبِیعہ اور مُضَر کے قبائل کو لگتی تو سارے مرجاتے۔ اس نے مجھے مکہ مکرمہ میں کہا تھا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تجھے قتل کروں گا۔

بخدا! اگر وہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر تھوک بھی دیتا تو میں مر جاتا۔ جب مشرکین واپس آ رہے تھے تو یہ سَرِف کے مقام پر واصل جہنم ہو گیا۔ سَرِف ایک بڑی وادی ہے۔ آج کل جس کو نَوّارِیَّہ کہتے ہیں۔ حجۃ الوداع میں مدینہ سے یہ آپؐ کی ساتویں منزل تھی جو تنعیم کے قریب مکہ سے نو یا دس میل کے فاصلے پر ہے۔

(سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 4، صفحہ 208، دارالکتب العلمیۃ بیروت) (سیرت انسائیکلو پیڈیا، جلد 6، صفحہ 274 دارالسلام) (فرہنگ سیرت صفحہ 147 مطبوعہ زوار اکیڈمی کراچی)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ ''جب قریش ذرا پیچھے ہٹ گئے اور جو مسلمان میدان میں موجود تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان کر آپؐ کے ارد گرد جمع ہو گئے تو آپؐ اپنے ان صحابہؓ کی جمعیت میں آہستہ آہستہ پہاڑ کے اوپر چڑھ کر ایک محفوظ درّہ میں پہنچ گئے۔ راستہ میں مکہ کے ایک رئیس اُبَیّ بن خَلَف کی نظر آپؐ پر پڑی اور وہ بغض و عداوت میں اندھا ہو کر یہ الفاظ پکارتا ہوا آپؐ کی طرف بھاگا کہ ''لَا نَجَوْتُ اِنْ نَجَا'' کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بچ کر نکل گیا تو گویا میں تو نہ بچا۔'' صحابہؓ نے اسے روکنا چاہا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے چھوڑ دو اور میرے قریب آنے دو اور جب وہ آپؐ پر حملہ کرنے کے خیال سے آپؐ کے قریب پہنچا تو آپؐ نے ایک نیزہ لے کر اس پر ایک وار کیا جس سے وہ چکر کھا کر زمین پر گرا اور پھر اٹھ کر چیختا چلاتا ہوا واپس بھاگ گیا اور گو بظاہر زخم زیادہ نہیں تھا مگر مکہ پہنچنے سے پہلے وہ پیوند خاک ہو گیا۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 497)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحابؓ کے ساتھ گھاٹی میں پہنچے۔ اسکے بارے میں ابنِ اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کے اعلان اور کچھ لوگوں کے منتشر ہو جانے کے بعد سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت کعب بن مالکؓ کی نگاہ پڑی۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے خَود کے درمیان میں سے آپؐ کی چمکتی ہوئی آنکھیں دیکھ کر بلند آواز سے پکارا۔ اے مسلمانو! خوش ہو جاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ خاموش رہو۔

جب مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گھاٹی کی طرف روانہ ہوئے۔ آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ اور حضرت زبیر بن عوامؓ اور حارث بن صِمَہؓ وغیرہ صحابہؓ تھے۔ (تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 67، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کی جماعت کے ساتھ اس چٹان پر قیام فرما تھے اچانک قریش کی ایک جماعت پہاڑ کے اوپر پہنچ گئی۔ اس جماعت میں خالد بن ولید بھی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کو اوپر دیکھ کر دعا کی کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ لَا یَنْبَغِی لَھُمْ أَنْ یَعْلُوْنَا. اَللّٰھُمَّ لَا قُوَّۃَ لَنَا اِلَّا بِکَ اے اللہ! ان کیلئے جائز نہیں کہ وہ ہم پر غالب آئیں۔ اے اللہ! ہماری طاقت و قوّت نہیں ہے مگر صرف تیرے ہی ذریعہ۔

اسی وقت حضرت عمر فاروقؓ نے مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ ان لوگوں کا مقابلہ کیا اور انہیں پیچھے دھکیل کر پہاڑی سے نیچے اترنے پر مجبور کر دیا۔ (سیرۃ الحلبیہ، جلد 2، صفحہ 323، دارالکتب العلمیۃ بیروت) (سبل الہدیٰ، جلد 4، صفحہ 210، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

سیرت خاتم النبیینؐ میں بیان ہوا ہے کہ ''جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درہ پر پہنچ گئے تو قریش کے ایک دستے نے خالد بن ولید کی کمان میں پہاڑ پر چڑھ کر حملہ کرنا چاہا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت عمرؓ نے چند مہاجرین کو ساتھ لے کر اسکا مقابلہ کیا اور اسے پسپا کر دیا۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 497)

اسی جنگ کے واقعہ کی ایک روایت ایک تاریخ میں اس طرح ملتی ہے کہ حضرت زبیرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے دن دو زرہیں پہنے ہوئے تھے۔

آپؐ نے چٹان پر چڑھنا چاہا مگر زرہوں کے وزن کی وجہ سے اور سر اور چہرے پر چوٹ سے خون بہنے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کمزوری ہو گئی تھی تو چٹان پر چڑھ نہ سکے تو حضرت طلحہؓ نیچے بیٹھ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اوپر پیر رکھ کر چٹان پر چڑھے۔ حضرت زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ طلحہ نے اپنے اوپر جنت واجب کر لی۔

(اسد الغابہ، جزء3، صفحہ 85، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹان کے اوپر جانے کا ارادہ کیا جو گھاٹی پر تھی مگر جب آپؐ چڑھنے لگے تو سر مبارک کے زخم سے خون نکل جانے اور کمزوری کی وجہ سے طاقت نے ساتھ نہیں دیا۔ پھر اسکے ساتھ آپؐ کے جسم پر دو زرہوں کا بوجھ تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ جلدی سے آپؐ کے سامنے بیٹھ گئے اور آپؐ کو کاندھوں پر بٹھا کر چٹان کے اوپر لے گئے۔ اسی وقت آپؐ نے فرمایا: طلحہ کے اس نیک عمل کی وجہ سے ان کیلئے جنت واجب ہو گئی۔

(سیرۃ الحلبیۃ، جلد دوم نصف آخر، صفحہ 181 (مترجم) دارالاشاعت کراچی)

جیسا کہ بیان ہوا ہے کہ اسی جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک بھی شہید ہوا تھا۔ اس وقت کا جو نقشہ حضرت ابوبکرؓ نے کھینچا ہے اسکے متعلق حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ جب یوم اُحد کا تذکرہ کرتے تو فرماتے وہ دن سارے کا سارا طلحہ کا تھا۔ پھر اسکی تفصیل بتاتے کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس لوٹے تھے تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپؐ کی حفاظت کرتے ہوئے لڑ رہا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپؓ نے فرمایا، یعنی حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچا رہا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کاش! طلحہ ہو۔ مجھ سے جو موقع رہ گیا سو رہ گیا اور میں نے دل میں کہا کہ میری قوم میں سے کوئی شخص ہو تو یہ مجھے زیادہ پسندیدہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس وقت یہ سوچا۔ کہتے ہیں میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک شخص تھا جس کو میں نہیں پہچان سکا حالانکہ میں اس شخص کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب تھا اور وہ اتنا تیز چل رہا تھا کہ میں اتنا تیز نہ چل سکتا تھا تو دیکھا کہ وہ شخص ابوعُبَیدہ بن جَرَّاحؓ تھے۔ یعنی دو بندے یہ تھے۔ حضرت طلحہؓ بھی وہاں تھے اور عُبَیدہ بن جَرَّاحؓ بھی تھے، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا۔ آپؐ کا نچلا رباعی دانت، سامنے والے دو دانتوں اور نوکیلے دانت کے درمیان والا دانت ٹوٹ چکا تھا اور چہرہ زخمی تھا۔ آپؐ کے رخسار مبارک میں خَود کی کڑیاں دھنس چکی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دونوں اپنے ساتھی کی مدد کرو۔ اس سے آپؐ کی مراد طلحہ تھی اور ان کا خون بہت بہہ رہا تھا۔ حضرت طلحہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے ہوئے بہت زیادہ زخمی ہو گئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے یہ کہنے کے کہ مجھے دیکھو فرمایا کہ طلحہ کو جا کے دیکھو۔ ہم نے ان کو رہنے دیا اور میں آگے بڑھا یعنی حضرت طلحہؓ کی طرف توجہ نہیں دی بلکہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ دی تا کہ خَود کی کڑیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے نکال سکیں۔ اس پر حضرت ابوعُبَیدہؓ نے کہا کہ میں آپ کو اپنے حق کی قسم دیتا ہوں کہ آپ اسے میرے لیے چھوڑ دیں۔ پس میں نے ان کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابوعُبَیدہؓ کی درخواست پر کہ میں نکالوں گا یہ کڑیاں

آپ پیچھے ہٹ گئے۔ حضرت ابوعُبَیدہؓ نے ناپسند کیا کہ ان کڑیوں کو ہاتھ سے کھینچ کر نکالیں اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچے تو انہوں نے ان کڑیوں کو اپنے منہ سے نکالنے کی کوشش کی اور ایک کڑی کو نکالا تو کڑی کے ساتھ ان کا اپنا سامنے کا دانت بھی ٹوٹ گیا۔ پھر دوسری کڑی نکالنے کیلئے مَیں آگے بڑھا کہ مَیں بھی ایسا ہی کروں جیسا انہوں نے کیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ مَیں بھی اسی طرح دوسری کڑی نکالنے کی کوشش کرتا ہوں تو حضرت ابوعُبَیدہؓ نے پھر کہا کہ مَیں آپ کو اپنے حق کی قسم دیتا ہوں کہ آپ اسے میرے لیے چھوڑ دیں۔ یعنی دوسری کڑی بھی مَیں ہی نکالوں گا، آپ نہیں۔ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کو کہا تھا تو پھر وہ پیچھے ہٹ گئے۔ پھر انہوں نے ویسے ہی کیا جیسے پہلے کیا تھا۔ ابوعُبَیدہؓ کا سامنے کا دوسرا دانت بھی کڑی کے ساتھ ٹوٹ گیا اور حضرت ابوبکرؓ یہ فرمایا کرتے تھے کہ ابوعُبَیدہؓ سامنے کے ٹوٹے ہوئے دانتوں والے لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔

پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاج معالجہ سے فارغ ہو کر طلحہؓ کے پاس آئے۔ وہ ایک گڑھے میں تھے تو دیکھا کہ ان کے جسم پر نیزے، تلوار اور تیروں کے کم وبیش ستّر زخم تھے اور ان کی انگلی بھی کٹی ہوئی تھی تو ہم نے ان کی مرہم پٹی کی۔

(سبل الہدیٰ، جلد 4، صفحہ 199-200، دار الکتب العلمیۃ بیروت) (لغات الحدیث زیر لفظ رَبَاعِی)

حضرت ابوعُبَیدہؓ کے علاوہ حضرت عُقْبَہ بن وَہْبؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں بھی روایت ملتی ہے کہ انہوں نے یہ کڑیاں نکالیں۔ (شرح زرقانی، جلد 2، صفحہ 425، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

لیکن بہرحال پہلی روایت زیادہ بہتر ہے۔

ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے دو کڑیاں جب نکالی گئیں تو خون ایسے بہنے لگا جیسے بھرے ہوئے مشکیزے سے پانی نکلتا ہے۔ مالک بن سِنَانؓ خون کو اپنے منہ سے چوسنے لگے۔ آپؐ نے ان کو کہا کہ کیا تُو خون پی رہا ہے؟ اس نے کہا کہ جی ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے خون کو میرا خون چھو گیا اس کو آگ نہیں چھوئے گی۔

(سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 4، صفحہ 200، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

یہ ''سبل الہدیٰ والرشاد'' کی روایت ہے لیکن لگتا ہے کہ یہ روایت قابل غور ہے۔ ان کی بعض روایتیں محلِّ نظر ہیں۔ بہرحال اللہ بہتر جانتا ہے کہاں تک یہ صحیح ہے کیونکہ اگر خون اس طرح چوسیں تو اس طرح خون رُکنے کے بجائے ان سے اَور زیادہ خون نکلتا ہے اور زیادہ کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ بہرحال میرا خیال ہے کہ اگلی روایات میں اس کا جواب بھی آ جاتا ہے۔ اس لیے یہ روایت اتنی ثقہ نہیں ہے۔

غزوۂ اُحد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو زخم لگے اس حوالے سے بخاری کی روایت ہے کہ حضرت سہل بن سعدؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کی بابت پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے پوچھتے ہو تو اللہ کی قسم! میں خوب جانتا ہوں، سب کچھ میری آنکھوں کے سامنے ہے یعنی وہ نظارہ کہ کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زخم دھو رہا تھا اور کون پانی ڈال رہا تھا اور کیا دوا لگائی گئی تھی۔ حضرت سہلؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہؓ زخم دھو رہی تھیں اور حضرت علیؓ ڈھال میں سے پانی ڈال رہے تھے جب حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ پانی خون کو اَور نکال رہا ہے تو انہوں نے بوری کا ایک ٹکڑہ لیا اور اس کو جلایا اور اس کو ساتھ چپکا دیا۔ اس سے خون رک گیا اور اس دن آپؐ کے سامنے والا دانت بھی ٹوٹ گیا تھا اور آپؐ کا چہرہ زخمی ہو گیا تھا اور آپؐ کا خَود آپؐ کے سر پر ٹوٹ گیا تھا۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب ما اصاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الجرّاح یوم اُحد، حدیث 4075)

یہاں خون کو بند کرنے اور دھونے کا ذکر ہے، چوسنے کا تو کوئی ذکر نہیں۔ یہی روایت بخاری کی جو ہے یہی صحیح ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی کے دہانے تک پہنچے تو علی بن ابی طالبؓ مِہْرَاس کے پانی سے اپنی ڈھال بھر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ مِہْرَاس: جبل اُحد میں جن چھوٹے بڑے گڑھوں میں بارش کا پانی جمع ہو جاتا ہے انہی گڑھوں کا نام مِہْرَاس ہے۔ مِہْرَاس کے معنی میں یہ لکھا ہوا ہے۔ یہ جگہ اس مقام کے قریب ہے جہاں حضرت حمزہؓ شہید ہوئے تھے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پی لیں لیکن اسکی بدبو کی وجہ سے آپؐ نے اس کو نہیں پیا اور اپنے چہرے سے خون کو دھو لیا اور اپنے سر پر ڈالا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر سخت غضبناک ہوتا ہے جو اس کے نبی کے چہرے کو زخمی کر دے۔

محمد بن مسلمہؓ عورتوں سے پانی مانگنے گئے۔ ان کے پاس پانی نہیں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت پیاس لگی ہوئی تھی تو محمد بن مسلمہؓ ایک چشمے پر گئے اور وہاں سے میٹھا پانی لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پانی پی کر ان کو خیر کی دعا دی۔ طبرانی میں سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور اُحد کے دن زخمی ہو گیا اور آپؐ کے دندان مبارک شہید ہو گئے اور خَود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر ٹوٹ گیا تھا۔ جب مشرکین چلے گئے تو عورتیں صحابہ کرامؓ کے پاس آئیں۔ ان میں فاطمہؓ بھی تھیں۔ وہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملیں تو ان کو چمٹ گئیں اور آپؐ کے زخم دھونے لگیں اور علیؓ ڈھال کے ذریعہ پانی بہاتے تھے لیکن خون زیادہ بہہ رہا تھا تو حضرت فاطمہؓ نے چٹائی کا کچھ حصہ جلا کر راکھ بنالی اور اس سے زخم کی ٹکور کی یہاں تک کہ وہ زخم کے ساتھ مل گئی اور خون رک گیا۔

(سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 4، صفحہ 209-210، دار الکتب العلمیۃ بیروت) (سیرۃ الحلبیہ، جلد 2، صفحہ 322، دار الکتب العلمیۃ بیروت) (فرہنگ سیرت، صفحہ 290، زوار اکیڈمی کراچی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے خون ٹپک رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنا خون پونچھتے جاتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ کَیۡفَ یُفۡلِحُ قَوۡمٌ شَجُّوۡا نَبِیَّہُمۡ وَ کَسَرُوۡا رَبَاعِیَتَہٗ وَھُوَ یَدۡعُوۡھُمۡ اِلَی اللّٰہِ۔ وہ قوم کیسے کامیاب ہو سکتی ہے جس نے اپنے نبی کو زخمی کیا اور اس کا رباعی دانت توڑ ڈالا جبکہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے۔ (سیرت انسائیکلوپیڈیا، جلد 6، صفحہ 251 دار السلام)

ان شاء اللہ باقی آئندہ۔

فلسطین کیلئے میں دعا کیلئے کہتا رہتا ہوں۔ اب مسلمان ملکوں کا یہ حال ہو گیا ہے کہ بجائے اسکے کہ اکٹھے ہو کے فلسطین کو بچانے کی فکر کریں خود مسلمانوں نے لڑنا شروع کر دیا ہے اور پاکستان اور ایران میں بھی اب سنا ہے چپقلش شروع ہو گئی ہے۔ انہوں نے ایک دوسرے پہ بم بھی مارے ہیں۔ تو یہ خطرناک صورتحال پیدا ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ان مسلمان ملکوں کو، لیڈروں کو عقل اور سمجھ عطا فرمائے۔ ان کیلئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ حقیقت میں ان کو اپنے مقصد کو سمجھنے کی توفیق دے اور ایک امّتِ واحدہ بننے والے ہوں۔

نماز کے بعد مَیں دو جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ جنازہ غائب۔

ایک ہے سید مولود احمد صاحب ابن سید داؤد مظفر شاہ صاحب کا جو گذشتہ دنوں چھہتر 76 سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیّدہ ام طاہر صاحبہؓ کے نواسے اور صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ اور سید داؤد مظفر شاہ صاحب کے بیٹے تھے۔ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ میرے خالہ زاد بھی تھے اور میری اہلیہ کے بڑے بھائی تھے۔

ان کے دادا سید محمود اللہ شاہ صاحب تھے جو سید عبدالستار شاہ صاحبؓ کے بیٹے تھے۔ حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحبؓ میں تقویٰ اور طہارت بڑا انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ ان میں بڑی عاجزی اور انکساری تھی اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں وہ بہت بڑھے ہوئے تھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے ان کے بارے میں، عبدالستار شاہ صاحبؓ کے بارے میں ایک روایت درج کی ہے۔ کہتے ہیں انہوں نے مجھے خود بیان کیا ہے۔ یعنی ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحبؓ نے حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ کو خود بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّلؓ بہت زیادہ بیمار ہو گئے اور یہ اس زمانے کی بات ہے جب وہ حضورؑ کے مکان میں رہتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بکروں کا صدقہ دیا۔ ڈاکٹر صاحبؓ کہتے ہیں کہ میں بھی وہاں موجود تھا۔ میں رات کو حضرت خلیفہ اوّلؓ کے پاس رہا اور دوا پلاتا رہا۔ صبح جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے تو حضرت خلیفہ اوّلؓ نے عرض کیا کہ حضور! ڈاکٹر صاحب ساری رات میرے پاس بیدار رہے اور دوا وغیرہ اہتمام سے پلاتے رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بات پر بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ ہم کو بھی ان پر رشک آتا ہے۔ یہ بہشتی کنبہ ہے اور یہ الفاظ چند بار حضرت مسیح موعودؑ نے فرمائے۔ حضرت ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحبؓ کے بارے میں بار بار فرمائے۔ (ماخوذ از سیرت المہدی، جلد 1 حصہ سوم، صفحہ 545 روایت نمبر 563)

سید مولود شاہ صاحب نے ربوہ سے تعلیم حاصل کی۔ میٹرک کیا۔ ایف ایس سی کی۔ پھر ان کو لاہور میں انجنیئرنگ یونیورسٹی کالج میں داخلہ ملا اور مکینیکل انجنیئر نگ میں ڈگری حاصل کی۔ پاکستان میں بھی مختلف کمپنیوں میں کام کیا۔ پھر چند سال نائیجیریا میں بھی ایک کمپنی میں بطور انجنیئر کام کرنے گئے تھے اور وہاں کام کیا اور اللہ کے فضل سے اچھی زندگی گزاری۔

ان کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جب پڑھایا تھا تو اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو خطبہ دیا وہ یہ تھا کہ ازدواجی رشتے درخت کے پیوند کی مانند ہوتے ہیں جنہیں شروع میں بڑا اسنبھال کے رکھنا پڑتا ہے۔

یہ بعض پرانے خطبات نکاح مَیں اس لیے پڑھ دیتا ہوں کہ بہت سارے لوگ سوال کرتے ہیں کہ کس طرح ہم اچھے رشتے نبھا سکتے ہیں؟ تو یہ ہدایتیں ہیں، انہیں سامنے رکھیں۔ مختصر ہوتی ہیں۔ اس لیے بعض دفعہ میں خطبہ میں بیان کر دیتا ہوں اور بعض دفعہ نکاحوں میں یہ سابقہ خلفاء کی ہدایات بھی دے دیتا ہوں۔

بہرحال آپؒ فرماتے ہیں کہ جنہیں شروع میں ہی بڑا اسنبھال کے رکھنا پڑتا ہے۔

قرآن کریم کی ہدایت کے مطابق اس پیوند کو قول سدید کے دھاگے سے باندھنا پڑتا ہے۔ یعنی بالکل سچائی، کامل سچائی کے دھاگے سے باندھنا پڑتا ہے تب جا کر اسکی حفاظت ہوتی ہے۔

اور اسکی ذمہ داری نہ صرف ہر دو میاں اور بیوی پر بلکہ ان کے خاندانوں پر، ان کے ماحول پر، بلکہ ان کے

ایڈیشنل نظارت اصلاح وارشاد نور الاسلام کے تحت
اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں
ٹول فری نمبر : 1800 103 2131
اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

دوستوں پر بھی عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ بہت سی خرابیاں بدظنیوں کے نتیجہ میں یا چغلیوں کے نتیجہ میں یا بے صبری کے نتیجہ میں یا طیش کے نتیجہ میں پیدا ہو جاتی ہیں اور اس کو روکنے کیلئے قول سدید ایک بہت ہی مضبوط دھاگہ ہے۔

پھر آپؒ نے فرمایا کہ خدا کرے کہ جس نکاح کا میں اس وقت اعلان کر رہا ہوں وہ ہر دو خاندانوں کیلئے بابرکت ہو۔ پھر جماعت کیلئے بابرکت ہو۔ انسانیت کیلئے بابرکت ہو۔ خادم دین نسل اس میں سے پیدا ہو۔ پھر آپؒ نے فرمایا کہ رشتہ میری چھوٹی ہمشیرہ امۃ الحکیم اور سید داؤد مظفر شاہ کے بیٹے سید مولود احمد کا ہے جو ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ کی بیٹی لبنیٰ شاہوار سے طے پا رہا ہے۔ پھر ڈاکٹر صاحب کے بارے میں بھی آپؒ نے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب ان ابتدائی ڈاکٹروں میں سے ہیں جنہوں نے مغربی افریقہ میں بطور واقف ڈاکٹر کام کیا اور ان کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے بہت شفا بخشی۔ بڑے کامیاب سرجن کے طور پر وہ پہلے غانا میں کام کرتے رہے پھر کچھ عرصہ کے بعد انہیں نائیجیریا بھیجا گیا، وہاں بھی انہوں نے اپنا عارضی وقف پورا کیا۔ پھر دل کے عارضہ میں بیمار ہو گئے اس وجہ سے واپس لوٹنا پڑا۔ پھر حضرت خلیفہ ثالثؒ نے انہیں دعا بھی دی کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت سے رکھے اور ان کو توفیق دے کہ وہ دوبارہ افریقہ جائیں اور یہ دعا بھی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔ اسکے بعد بھی وہ گئے اور ایک لمبا عرصہ دوبارہ وہاں افریقہ میں انہیں خدمت کی توفیق ملی۔ پھر حضرت خلیفہ ثالثؒ نے یہ دعا بھی کی کہ اللہ تعالیٰ سید مولود احمد کو بھی خدمت دین کی توفیق دے اور اپنے طور پر جو طوعی خدمت یہ کر سکتے تھے انہوں نے اسکے بعد کی۔

(ماخوذ از خطبات ناصر، جلد دہم، صفحہ 656-657، خطبہ نکاح 25 نومبر 1977ء)

ان کے بیٹے سید سعود احمد کہتے ہیں کہ میرے والد شروع سے ہی نمازوں کے پابند، فجر کی نماز کے بعد تلاوت کرنے والے بلکہ مجھے پتہ ہے تہجد گزار بھی تھے۔ کہتے ہیں ان کی تلاوت بھی بڑی اچھی آواز میں تھی۔ پھر کہتے ہیں رات کو سونے سے پہلے ہمیں پرانے بزرگوں کے قصے اور واقعات سناتے تھے۔ چندوں میں باقاعدہ تھے اور ہمیں بھی چندوں میں باقاعدہ رہنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ جیب خرچ بھی دیتے تو کہتے پہلے چندہ دے کے آؤ۔ عیدی ملتی تو اس میں بھی کہتے چندہ دیا کرو۔ ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ فائل بنائی ہوئی تھی۔ اسی طرح جب بچوں کی بھی وصیت کروائی تو انکی بھی فائل بنائی۔ اپنا ریکارڈ بھی رکھا اور ہر چندہ خود clear کرتے تھے۔ رمضان کے روزوں کے علاوہ شوال کے روزے بھی رکھنے والے تھے۔ قرآن کریم کے دو دَور مکمل کرتے اور تیسرے دَور کو رمضان میں ختم کرنے کی کوشش کرتے۔

پھر انہوں نے یہ لکھا ہے کہ بڑے کھرے انسان تھے۔ بہت شفاف طبیعت کے مالک، سیدھے، صاف گو تھے۔ بہت ملنسار تھے۔ کسی سے پرانا تعلق ہوتا یا نیا، خود رابطہ رکھتے اور کسی نہ کسی بہانے حال پوچھتے رہتے۔ چھوٹا ہو یا بڑا سب سے حسن سلوک سے پیش آتے۔ اپنے دل میں کبھی کسی کے بارے میں کینہ نہیں رکھا۔ تعصب نہیں تھا۔ کوئی جتنی مرضی زیادتی کر جاتا لیکن آپ ہمیشہ حسن خلق سے پیش آتے تھے۔ اگر کوئی بڑی زیادتی کر جاتا تو خود جا کر اس سے تعلق بناتے اور یہ باتیں صرف بیٹے نے نہیں لکھیں بلکہ مَیں نے بھی دیکھا ہے کہ حقیقت میں یہ خوبیاں ان میں موجود تھیں۔ میرا بھی یہی مشاہدہ ہے اور بہت سے تعزیت کرنے والے لوگوں نے بھی جو ان سے واقف تھے، یہ لکھا ہے کہ واقعی یہ خوبیاں ان میں موجود تھیں۔

پھر بیٹے نے ہی یہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں باہر سفر پہ گئے تو ان کیلئے ایک کھلونا تحفہ لائے جس کو انہوں نے کھول کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے انہیں کہا کہ میں نے تمہیں تحفہ دیا ہے۔ تم نے اسکے ٹکڑے کر دیے ہیں؟ تو کہنے لگے کہ میں ابھی جوڑ دیتا ہوں اور پھر اس کو حضرت مصلح موعودؓ کے سامنے جوڑ بھی دیا۔ تو حضرت مصلح موعودؓ نے ان کی والدہ کو کہا کہ اس کو انجنیئر بنانا۔ حضرت مصلح موعودؓ کی یہ بات بھی پوری ہوئی۔ بعد میں وہ انجنیئر بن بھی گئے اور بڑے اچھے انجنیئر تھے۔

پھر حضرت مصلح موعودؓ کی ایک نصیحت جو ساروں کیلئے بڑی کام والی ہے اس کو بیان کر دیتا ہوں۔

ایک مرتبہ حضرت مصلح موعودؓ اپنے فارم جو سندھ میں تھا وہاں زمینوں پر گئے ہوئے تھے۔ یہ بھی ان دنوں میں وہیں تھے۔ یہ بھی اپنے والد کے ہمراہ حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ ہی زمینوں کا جائزہ لے رہے تھے۔ جب حضرت مصلح موعودؓ دورہ کر رہے تھے تو یہ بھی ان کے ساتھ ساتھ تھے۔ تو اس وقت غالباً آموں کے پھل کا سیزن تھا اور ٹھیکیدار نے باغ میں پھل توڑ کے نیچے رکھے ہوئے تھے۔ باغ کا جو ٹھیکہ ہے وہ دے دیا جاتا ہے، بیچ دیا جاتا ہے اور پھر وہ پھل ٹھیکیدار کا ہوتا ہے۔ کچھ جنس اس میں سے مالک کیلئے لی جاتی ہے لیکن بہرحال اس نے اپنا پھل توڑ کے رکھا ہوا تھا۔ یہ بچے تھے انہوں نے اس میں سے ایک آم اٹھا لیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے کہا کہ واپس رکھ کے آؤ۔ یہ اب تمہاری ملکیت نہیں۔ یہ ٹھیکیدار کی ملکیت ہے۔

تو حضرت مصلح موعودؓ کی تربیت کے یہ بھی انداز تھے۔ اب یہ کہہ سکتے تھے کہ ہاں جنس ہمیں ملتی ہے اس میں سے نکل جائے گا کوئی ہرج نہیں لیکن نہیں! اپنے نواسے کی آپؓ نے اس طرح تربیت کی۔

پھر سید مولود کی بیٹی عزیزہ ماریہ کہتی ہیں کہ قرآن کریم اور روحانی خزائن اور ملفوظات کا مسلسل مطالعہ رکھتے تھے۔

اسی طرح مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ تفسیر کبیر جو ہے اسکا بھی مطالعہ تھا اور بڑا گہرا علم تھا۔ لوگوں میں بیٹھ کے اپنے علم کو ظاہر نہیں کرتے تھے لیکن اگر کوئی پوچھے، کہیں بات ہو، مسئلہ ہو، تو بڑے اچھے حوالے دیتے تھے۔ اَوروں نے بھی مجھے یہ لکھا ہے۔

دینی اور دنیاوی اعتبار سے کہتی ہیں جب بھی ہم کوئی مسئلہ پوچھتے تو اچھا حل بتاتے تھے۔ دعاؤں کی طرف توجہ کرنے کی تلقین کرتے اور بس یہی کہتے کہ تم دعا کرو اور پھر معاملہ اللہ پہ چھوڑ دو۔

اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی بیوی بچوں کی حفاظت کرے اور ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق دے۔

ان کے ایک بھائی سید صہیب ہیں، انہوں نے بھی یہی لکھا ہے کہ بڑی خوبی یہ تھی کہ غمی یا خوشی کا موقع ہو ہمیشہ یہ مبارکباد دینے میں پہل کرنے والے تھے۔ اگر مریض ہو تو عیادت کرنے میں سب سے پہلے آتے تھے۔

حنیف محمود صاحب مربی سلسلہ ہیں۔ یہ لکھتے ہیں: اسلام آباد سے ان سے تعارف ہوا۔ سادہ، سفید پوش، خاموش طبع، درویش اور فرشتہ صفت انسان تھے اور واقفین زندگی، خاص طور پر مربیان کرام کا بہت احترام کرتے تھے۔ ربوہ آئے تو یہاں بھی اس تعلق کو نبھایا جو اسلام آباد سے قائم ہوا تھا۔ اکثر تلاش کر کے مسجد میں ملتے تھے اور کہتے ہیں جب بھی ان کو دعا کیلئے کہو تو دعا کے بعد اس کا حال احوال بھی پوچھا کرتے تھے کہ پھر کیا بنا؟

اللہ تعالیٰ یہ نیکیاں جیسا کہ میں نے کہا ہے ان کے بچوں میں بھی جاری رکھے۔

دوسرا جنازہ جس کو پڑھانا ہے ان کا ذکر یہ ہے کہ وہ مکرم المید آگ محمد صاحب ہیں۔ یہ صدر جماعت مہدی آباد ڈوری ریجن برکینا فاسو کے ہیں۔ گذشتہ دنوں پینسٹھ 65 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کے پسماندگان میں دو بیویاں اور دس بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔

مشنری انچارج صاحب لکھتے ہیں بڑے چاک و چوبند تھے۔ گذشتہ دنوں مَیں وہاں ڈوری میں گیا تھا۔ شہداء کی فیملیوں کو ان کے گھروں میں خود سیٹ کر رہے تھے۔ جماعت نے شہداء کی فیملیوں کو نئے گھر بنا کے دیے ہیں، وہاں ان کو سیٹ کر رہے تھے اور پھر دو دن بعد ہی اپنے گھر گئے اور وہاں بیہوش ہو کے گر پڑے۔ شدید ہارٹ اٹیک ہوا اور پھر ان کی وفات ہو گئی۔

1999ء میں احمدیت قبول کرنے کی ان کو سعادت ملی اور احمدی ہونے کے بعد الحاج ابراہیم بدیگا (Bidiga) صاحب کے پاس مہدی آباد منتقل ہو گئے اور الحاج ابراہیم بدیگا (Bidiga) صاحب کے ساتھ قریبی دیہات میں تبلیغ کیلئے بھی جاتے تھے۔ تبلیغ کے نتیجہ میں بہت سی جماعتیں انہوں نے قائم کیں۔ محکمہ جنگلات میں فارسٹ گارڈ کے نمائندے کے طور پر گورنمنٹ ملازم تھے۔ وہاں دہشت گردی کی وجہ سے فارغ ہو گئے۔ فصل کی کٹائی ہوتی، تمام احباب سے اپنی فصل سے زکوٰۃ کا حصہ الگ کرواتے اور سب کی زکوٰۃ کا حساب بنا کر سیکرٹری مال کو دیتے، رسید کٹواتے۔ پانچ سال بطور صدر جماعت مہدی آباد خدمت کی توفیق بھی ملی۔ نرم اور دھیمے مزاج کے آدمی تھے۔ کبھی غصہ نہیں کرتے تھے۔ جب 11 جنوری 23ء کو مہدی آباد میں دہشت گردوں نے حملہ کیا تو اس دن یہ مغرب کی نماز ادا کر کے گھر جا چکے تھے۔ اس واقعہ کے بعد افراد جماعت میں بہت خوف و ہراس تھا اور شہادتوں کی وجہ سے لوگ بہت نڈھال بھی تھے۔ آپ نے ان کو بہت حوصلہ دیا۔ اور پھر دوبارہ جب مَیں نے ان کو کہا کہ مہدی آباد کے لوگوں کو ڈوری شہر منتقل کر دیں تو آپ نے بڑی جانفشانی سے یہ سارے کام کیے۔ لوگوں کو حوصلہ دلایا اور آبادکاری دلوائی۔ تمام احباب جماعت کو اپنی نگرانی میں ڈوری منتقل کرنے کے انتظامات کیے اور پھر وفات تک ان سب شہداء کے خاندانوں کی ضروریات کا خیال رکھتے رہے۔

رانا فاروق صاحب ڈوری کے مبلغ ہیں۔ کہتے ہیں کہ نماز فجر کے بعد روزانہ تمام شہداء کی فیملیوں کے پاس سلام کرنے جاتے۔ خیریت دریافت کرتے۔ ان کا کوئی مسئلہ ہوتا تو فوری حل کرنے کی کوشش کرتے۔ کہتے ہیں کہ اس وقت ڈوری میں مختلف جماعتوں کے آٹھ سو کے قریب متاثرین لوگ ہیں جو وہاں قیام پذیر ہیں۔ ان سب کا خیال رکھتے۔ ہر وقت ان کی خدمت کیلئے تیار رہتے۔ نمازوں میں بڑے باقاعدہ، نظام جماعت سے مکمل تعاون کرنے والے اور دوسروں کو اس کی تلقین بھی کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے، ان کی اولاد کو بھی، لواحقین کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

وَلَقَدۡ سَبَقَتۡ کَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۱۷۲﴾ اِنَّہُمۡ لَہُمُ الۡمَنۡصُوۡرُوۡنَ ﴿۱۷۳﴾ وَاِنَّ جُنۡدَنَا لَہُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ ﴿۱۷۴﴾

ترجمہ: اور بلاشبہ ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے حق میں ہمارا یہ فرمان گزر چکا ہے کہ یقیناً وہی ہیں جنہیں نصرت عطا کی جائے گی اور یقیناً ہمارا لشکر ضرور غالب آنے والا ہے۔ (الصّٰفّٰت: 172-174)

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ بِاَعۡدَآئِکُمۡ ؕ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَلِیًّا ٞ۫ وَّکَفٰی بِاللّٰہِ نَصِیۡرًا ﴿۴۶﴾

(النساء: 46)

ترجمہ: اور اللہ تمہارے دشمنوں کو سب سے زیادہ جانتا ہے اور اللہ دوست ہونے کے لحاظ سے کافی ہے۔

طالب دعا: محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم و افراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کا مار یڈی)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

واقعہ بئر معونہ صفر 4 ہجری

قبائل سلیم وغطفان وغیرہ کی شرارتوں اور فتنہ انگیزیوں کا ذکر اوپر گزر چکا ہے یہ قبائل عرب کے وسط میں سطح مرتفع نجد پر آباد تھے اور مسلمانوں کے خلاف قریش مکہ کے ساتھ ساز باز رکھتے تھے اور آہستہ آہستہ ان شریر قبائل کی شرارت بڑھتی جاتی تھی اور سارا سطح مرتفع نجد اسلام کی عداوت کے زہر سے مسموم ہوتا چلا جا رہا تھا۔ چنانچہ ان ایام میں جن کا ہم اس وقت ذکر کر رہے ہیں ایک شخص ابو براء عامری جو وسط عرب کے قبیلہ بنو عامر کا ایک رئیس تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ملاقات کیلئے حاضر ہوا۔ آپؐ نے بڑی نرمی اور شفقت کے ساتھ اسے اسلام کی تبلیغ فرمائی اور اس نے بھی بظاہر شوق اور توجہ کے ساتھ آپؐ کی تقریر کو سنا، مگر مسلمان نہیں ہوا۔ البتہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا کہ آپؐ میرے ساتھ اپنے چند اصحاب نجد کی طرف روانہ فرمائیں جو وہاں جا کر اہل نجد میں اسلام کی تبلیغ کریں اور مجھے امید ہے کہ نجدی لوگ آپؐ کی دعوت کو رد نہیں کریں گے۔ آپؐ نے فرمایا مجھے تو اہل نجد پر اعتماد نہیں ہے۔ ابو براء نے کہا کہ آپؐ ہرگز فکر نہ کریں، میں ان کی حفاظت کا ضامن ہوتا ہوں۔ چونکہ ابو براء ایک قبیلہ کا رئیس اور صاحب اثر آدمی تھا آپؐ نے اسکے اطمینان دلانے پر یقین کر لیا اور صحابہ کی ایک جماعت نجد کی طرف روانہ فرما دی۔

یہ تاریخ کی روایت ہے، بخاری میں آتا ہے کہ قبائل رعل اور ذکوان وغیرہ (جو مشہور قبیلہ بنو سلیم کی شاخ تھے) ان کے چند لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کا اظہار کر کے درخواست کی کہ ہماری قوم میں سے جو لوگ اسلام کے دشمن ہیں ان کے خلاف ہماری امداد کیلئے (یہ تشریح نہیں کی کہ کس قسم کی امداد، آیا تبلیغی یا فوجی) چند آدمی روانہ کئے جائیں۔ جس پر آپؐ نے یہ دستہ روانہ فرمایا اور اسی کی تائید میں ابن سعد نے بھی ایک روایت نقل کی ہے گو اسے دوسری روایت کے مقابل میں ترجیح نہیں دی۔ مگر بدقسمتی سے بئر معونہ کی تفصیلات میں بخاری کی روایات میں بھی کچھ خلط واقع ہو گیا ہے۔ جسکی وجہ سے حقیقت پوری طرح متعین نہیں ہو سکتی۔ مگر بہر حال اس قدر یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر قبائل رعل اور ذکوان وغیرہ کے لوگ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تھے اور انہوں نے یہ درخواست کی تھی کہ چند صحابہ ان کے ساتھ بھجوائے جائیں۔

ان دونوں روایتوں کی مطابقت کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ رعل اور ذکوان کے لوگوں کے ساتھ ابو براء عامری رئیس قبیلہ عامر بھی آیا ہو اس نے ان کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بات کی ہو۔ چنانچہ تاریخی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ مجھے اہل نجد کی طرف سے اطمینان نہیں ہے اور پھر اسکا یہ جواب دینا کہ آپؐ کوئی فکر نہ کریں میں اسکا ضامن ہوتا ہوں کہ آپؐ کے صحابہ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ابو براء کے ساتھ رعل اور ذکوان کے لوگ بھی آئے تھے جن کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فکر مند تھے۔ واللہ اعلم

بہر حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفر 4 ہجری میں منذر بن عمرو انصاری کی امارت میں صحابہ کی ایک پارٹی روانہ فرمائی۔ یہ لوگ عموماً انصار میں سے تھے اور تعداد میں ستر تھے اور قریباً سارے کے سارے قاری یعنی قرآن خوان تھے، جو دن کے وقت جنگل سے لکڑیاں جمع کر کے ان کی قیمت پر اپنا پیٹ پالتے اور رات کا بہت سا حصہ عبادت میں گزار دیتے تھے۔ جب یہ لوگ اس مقام پر پہنچے جو ایک کنوئیں کی وجہ سے بئر معونہ کے نام سے مشہور تھا تو ان میں سے ایک شخص حرام بن ملحان جو انس بن مالک کے ماموں تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دعوت اسلام کا پیغام لے کر قبیلہ عامر کے رئیس اور ابو براء عامری کے بھتیجے عامر بن طفیل کے پاس آگے گئے اور باقی صحابہ پیچھے رہے۔ جب حرام بن ملحان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کے طور پر عامر بن طفیل اور اسکے ساتھیوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے شروع میں تو منافقانہ طور پر آؤ بھگت کی، لیکن جب وہ مطمئن ہو کر بیٹھ گئے اور اسلام کی تبلیغ کرنے لگے تو ان میں سے بعض شریروں نے کسی آدمی کو اشارہ کر کے اس بے گناہ ایلچی کو پیچھے کی طرف سے نیزہ کا وار کر کے وہیں ڈھیر کر دیا۔ اس وقت حرام بن ملحان کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ یعنی ''اللہ اکبر کعبہ کے رب کی قسم! میں تو اپنی مراد کو پہنچ گیا۔'' عامر بن طفیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کے قتل پر ہی اکتفاء نہیں کی بلکہ اس کے بعد اپنے قبیلہ بنو عامر کے لوگوں کو اکسایا کہ وہ مسلمانوں کی بقیہ جماعت پر حملہ آور ہو جائیں مگر انہوں نے اس بات سے انکار کیا اور کہا کہ ہم ابو براء کی ذمہ داری کے ہوتے ہوئے مسلمانوں پر حملہ نہیں کریں گے۔ اس پر عامر نے قبیلہ سلیم میں سے بنو رعل اور ذکوان اور عصیہ وغیرہ کو (وہی جو بخاری کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد بن کر آئے تھے) اپنے ساتھ لیا اور یہ سب لوگ مسلمانوں کی اس قلیل اور بے بس جماعت پر حملہ آور ہو گئے۔ مسلمانوں نے جب ان وحشی درندوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو ان سے کہا کہ ہمیں تم سے کوئی تعرض نہیں ہے۔ ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک کام کیلئے آئے ہیں اور ہم تم سے لڑنے کیلئے نہیں آئے۔ مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور سب کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ ان صحابیوں میں سے جو اس وقت وہاں موجود تھے صرف ایک شخص بچا جو پاؤں سے لنگڑا تھا اور پہاڑی کے اوپر چڑھ گیا ہوا تھا۔ اس صحابی کا نام کعب بن زید تھا اور بعض روایات سے پتہ لگتا ہے کہ کفار نے اس پر بھی حملہ کیا تھا جس سے وہ زخمی ہوا اور کفار اسے مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے مگر دراصل اس میں جان باقی تھی اور وہ بچ گیا۔

صحابہ کی اس جماعت میں سے دو شخص یعنی عمرو بن امیہ ضمری اور منذر بن محمد اس وقت اونٹوں وغیرہ کے چرانے کیلئے اپنی جماعت سے الگ ہو کر ادھر ادھر گئے ہوئے تھے انہوں نے دور سے اپنے ڈیرہ کی طرف نظر ڈالی تو کیا دیکھتے ہیں کہ پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں۔ وہ ان صحرائی اشاروں کو خوب سمجھتے تھے۔ فوراً تاڑ گئے کہ کوئی لڑائی ہوئی ہے۔ واپس آئے تو ظالم کفار کے کشت وخون کا کارنامہ آنکھوں کے سامنے تھا۔ دور سے ہی یہ نظارہ دیکھ کر انہوں نے فوراً آپس میں مشورہ کیا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ ایک نے کہا کہ ہمیں یہاں سے فوراً بھاگ نکلنا چاہئے اور مدینہ میں پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دینی چاہئے۔ مگر دوسرے نے اس رائے کو قبول نہ کیا اور کہا کہ میں تو اس جگہ سے بھاگ کر نہیں جاؤں گا جہاں ہمارا امیر منذر بن عمرو شہید ہوا ہے۔ چنانچہ وہ آگے بڑھ کر لڑا اور شہید ہوا اور دوسرے کو جس کا نام عمرو بن امیہ ضمری تھا کفار نے پکڑ کر قید کر لیا اور غالباً اسے بھی قتل کر دیتے مگر جب انہیں معلوم ہوا کہ وہ قبیلہ مضر سے ہے تو عامر بن طفیل نے عرب کے دستور کے مطابق اسکے ماتھے کے چند بال کاٹ کر اسے رہا کر دیا اور کہا کہ میری ماں نے قبیلہ مضر کے ایک غلام کے آزاد کرنے کی منت مانی ہوئی ہے میں تجھے اسکے بدلے میں چھوڑتا ہوں۔ گویا ان ستر صحابہ میں صرف دو شخص بچے۔ ایک یہی عمرو بن امیہ ضمری اور دوسرے کعب بن زید جسے کفار نے مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا تھا۔

بئر معونہ کے موقع پر شہید ہونے والے صحابہ میں حضرت ابوبکرؓ کے آزاد کردہ غلام اور اسلام کے دیرینہ فدائی عامر بن فہیرہ بھی تھے۔ انہیں ایک شخص جبار بن سلمی نے قتل کیا تھا۔ جبار بعد میں مسلمان ہو گیا اور وہ اپنے مسلمان ہونے کی وجہ یہ بیان کرتا تھا کہ جب میں نے عامر بن فہیرہ کو شہید کیا تو ان کے منہ سے بے اختیار نکلا فزت واللہ۔ یعنی ''خدا کی قسم میں تو اپنی مراد کو پہنچ گیا ہوں۔'' جبار کہتے ہیں کہ میں یہ الفاظ سن کر سخت متعجب ہوا کہ میں نے تو اس شخص کو قتل کیا ہے اور وہ یہ کہہ رہا ہے کہ میں مراد کو پہنچ گیا ہوں یہ کیا بات ہے۔ چنانچہ میں نے بعد میں لوگوں سے اس کی وجہ پوچھی تو مجھے معلوم ہوا کہ مسلمان لوگ خدا کے رستے میں جان دینے کو سب سے بڑی کامیابی خیال کرتے ہیں اور اس بات کا میری طبیعت پر ایسا اثر ہوا کہ آخر اسی اثر کے ماتحت میں مسلمان ہو گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کو واقعہ رجیع اور واقعہ بئر معونہ کی اطلاع قریباً ایک ہی وقت میں ملی اور آپؐ کو اس کا سخت صدمہ ہوا۔ حتّٰی کہ روایتوں میں بیان ہوا ہے کہ ایسا صدمہ نہ اس سے پہلے آپؐ کو کبھی ہوا تھا اور نہ بعد میں کبھی ہوا۔ واقعی قریباً اسّی صحابیوں کا اس طرح دھوکے کے ساتھ اچانک مارا جانا اور صحابی بھی وہ جو اکثر حفاظ قرآن میں سے تھے اور ایک غریب بے نفس طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ عرب کے وحشیانہ رسم ورواج کو مدنظر رکھتے ہوئے بھی کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تو یہ خبر گویا اسّی بیٹوں کی وفات کی خبر کے مترادف تھی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر، کیونکہ ایک روحانی انسان کیلئے روحانی رشتہ یقیناً اس سے بہت زیادہ عزیز ہوتا ہے جتنا کہ ایک دنیا دار شخص کو دنیاوی رشتہ عزیز ہوتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان حادثات کا سخت صدمہ ہوا، مگر اسلام میں بہر صورت صبر کا حکم ہے آپؐ نے یہ خبر سن کر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور پھر یہ الفاظ فرماتے ہوئے خاموش ہو گئے کہ هٰذَا عَمَلُ اَبِيْ بَرَّاءٍ وَقَدْ كُنْتُ لِهٰذَا كَارِهًا مُتَخَوِّفًا یعنی ''یہ ابو براء کے کام کا ثمرہ ہے ورنہ میں تو ان لوگوں کے بھجوانے کو پسند نہیں کرتا تھا اور اہل نجد کی طرف سے ڈرتا تھا۔

واقعات بئر معونہ اور رجیع سے قبائل عرب کے اس انتہائی درجہ کے بغض وعداوت کا پتہ چلتا ہے جو وہ اسلام اور متبعین اسلام کے متعلق اپنے دلوں میں رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ ان لوگوں کو اسلام کے خلاف ذلیل ترین قسم کے جھوٹ اور دغا اور فریب سے بھی کوئی پرہیز نہیں تھا اور مسلمان باوجود اپنی کمال ہوشیاری اور بیدار مغزی کے بعض اوقات اپنی مومنانہ حسن ظنی میں ان کے دام کا شکار ہو جاتے تھے۔ حفاظ قرآن، نماز گزار، تہجد خوان، مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ کر اللہ کا نام لینے والے اور پھر غریب مفلس فاقوں کے مارے ہوئے یہ وہ لوگ تھے جن کو ان ظالموں نے دین سیکھنے کے بہانے سے اپنے وطن میں بلایا اور پھر جب مہمان کی حیثیت میں وہ ان کے وطن میں پہنچے تو ان کو نہایت بے رحمی کے ساتھ تہ تیغ کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان واقعات کا جتنا بھی صدمہ ہوتا کم تھا۔ مگر اس وقت آپؐ نے رجیع اور بئر معونہ کے خونی قاتلوں کے خلاف کوئی جنگی کارروائی نہیں فرمائی۔ البتہ اس خبر کے آنے کی تاریخ سے لے کر برابر تیس دن تک آپؐ نے ہر روز صبح کی نماز کے قیام میں نہایت گریہ زاری کے ساتھ قبائل رعل اور ذکوان اور عصیہ اور بنولحیان کا نام لے لے کر خدا تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی اے میرے آقا تو ہماری حالت پر رحم فرما اور دشمنان اسلام کے ہاتھ کو روک جو تیرے دین کو مٹانے کیلئے اس بے رحمی اور سنگدلی کے ساتھ بے گناہ مسلمانوں کا خون بہا رہے ہیں۔ (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 517 تا 521، مطبوعہ قادیان 2011)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(1311) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ اہلیہ میر قاسم علی صاحب نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بیان کیا کہ حضرت اقدسؑ 1905ء میں دہلی تشریف لے گئے۔ حضورؑ ہمارے مکان میں تشریف رکھتے تھے۔ اس وقت میں نے حضور کی بیعت کی۔ میرے ساتھ عبدالرشید صاحب کے سب خاندان نے بھی بیعت کی۔ آپ نے فرمایا ’’تم سوچ سمجھ لو۔ تمہارے سب رشتہ دار وہابی ہیں۔‘‘ میں نے کہا ’’حضور میں نے خوب سوچ لیا ہے۔‘‘ آپ نے فرمایا ’’کل جمعہ کے روز بیعت لوں گا، آج رات اور سوچ لو۔‘‘ جمعہ کے دن آپ نے مولوی محمد احسن صاحب کو فرمایا کہ ’’میر صاحب کی بیوی کو بلا لاؤ‘‘ میں گئی تو حضور نے بڑی محبت سے میری بیعت لی۔ میرے ساتھ میرا ایک رشتہ دار محمد احمد بھی تھا۔ اس نے بھی بیعت کی۔ بیعت کرنے کے وقت دل بہت خوش ہوا۔ بعد میں حضورؑ نے بہت لمبی دعا فرمائی۔

(1312) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ اہلیہ میر قاسم علی صاحب نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ حضرت صاحب 1905ء میں دہلی میں تھے اور وہاں جمعہ کو میری بھی بیعت لی اور دعا فرمائی۔ باہر دشمنوں کا بھاری ہجوم تھا۔ میں بار بار آپؑ کے چہرے کی طرف دیکھتی تھی کہ باہر اس قدر شور ہے اور حضرت صاحبؑ ایک شیر کی طرح بیٹھے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا ’’شیخ یعقوب علی صاحب کو بلا لاؤ۔ گاڑی لائیں۔‘‘ میر صاحب نے کہا: حضور! گاڑی کیا کرنی ہے؟ آپ نے فرمایا ’’قطب صاحب جانا ہے‘‘ میں نے کہا حضور اس قدر خلقت ہے۔ آپ ان میں سے کیسے گزریں گے؟ آپؑ نے فرمایا ’’دیکھ لینا میں ان میں سے نکل جاؤں گا۔‘‘ میر صاحب کی اپنی فٹن بھی تھی، دو گاڑیاں اور آ گئیں۔ ہم سب حضرت صاحبؑ کے خاندان کے ساتھ گاڑیوں میں بھر کر چلے گئے۔ پہلے حضرت میر ناصر نواب صاحب کے والد کے مزار پر تشریف لے گئے اور بہت دیر تک دعا فرمائی اور آنکھیں بند کر کے بیٹھے رہے۔ اسکے بعد آپ حضرت نظام الدین اولیاء کے مقبرہ پر تشریف لے گئے۔ آپؑ نے تمام مقبرہ کو خوب اچھی طرح سے دیکھا۔ پھر مقبرہ کے مجاوروں نے حضورؑ سے پوچھا، آپ حضرت نظام الدین صاحب کو کیا خیال فرماتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا ’’ہم انہیں بزرگ آدمی خیال کرتے ہیں۔‘‘ پھر آپؑ نے مقبرہ کے مجاوروں کو کچھ رقم بھی دی جو مجھے یاد نہیں کتنی تھی پھر آپؑ مع مجاوروں کے قطب صاحب تشریف لے گئے۔ وہاں کے مجاوروں نے آپ کو بڑی عزت سے گاڑی سے اتارا اور مقبرہ کے اندر لے گئے کیونکہ مقبرہ نظام الدین اولیاء میں تو عورتیں اندر چلی جاتی ہیں لیکن قطب صاحب میں عورتوں کو اندر نہیں جانے دیتے۔ ان لوگوں نے حضورؑ کو کھانے کیلئے کہا۔ حضورؑ نے فرمایا ’’ہم پرہیزی کھانا کھاتے ہیں آپ کی مہربانی ہے۔‘‘ وہاں کے مجاوروں کو بھی حضورؑ نے کچھ دیا پھر حضور علیہ السلام وہاں سے شام کو واپس گھر تشریف لے آئے۔ مجاور کچھ راستہ تک ساتھ آئے۔

(1313) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اہلیہ صاحبہ بابو فخر الدین صاحب نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ 1902ء میں بابو صاحب کو تین ماہ کی رخصت ملی تو ہم ڈیڑھ ماہ قادیان میں رہے۔ میں صبح ہی حضرت صاحب کو ملنے آئی تو دادی سے پوچھا۔ حضرت صاحب کہاں ہیں؟ دادی نے کہا اس وقت حضورؑ سو گئے ہیں۔ تمام رات جاگتے رہے۔ رات بارش کا طوفان تھا۔ حضورؑ نے فرمایا ’’خدا جانے کوئی عذاب نہ آ جائے۔‘‘ تمام رات جاگتے رہے اور دعا کرتے رہے۔ اب نماز کے بعد سو گئے ہیں۔ اس لئے میں واپس آ گئی۔ پھر ایک بجے گئی تو حضورؑ اس وقت ڈاک دیکھ رہے تھے۔ آپؑ نے حضرت ام المومنین صاحبہ کو فرمایا ’’دیکھو! ہم نے ڈاک کھولی تو نوٹ یہاں پر ہی گر پڑے اب مل گئے ہیں کسی نے دیکھے نہیں۔‘‘ میں ہر روز جاتی اور پنکھا جھل کر چلی آتی۔ شرم کی وجہ سے کبھی حضورؑ سے بات نہ کی۔

(1314) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اہلیہ صاحبہ ماسٹر عبدالرحمن صاحب مہر سنگھ بی اے نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میری شادی حضورؑ کے حکم سے ہوئی تھی۔ میں رخصت ہو کر قادیان ہی آئی تھی اور میری والدہ ساتھ تھیں۔ حضرت صاحب کے گھر میں ایک سردخانہ ہوتا تھا اس میں ہم سب رہا کرتے تھے۔ جب میں حضورؑ کو وضو کراتی تو حضور علیہ السلام ’’جزاکم اللہ‘‘ کہا کرتے۔ حضورؑ لکھا بہت کرتے تھے۔ جب بیٹھ کر لکھتے تو ہم حضورؑ کے کندھے دبایا کرتے تھے۔ حضورؑ اکثر ٹہل کر لکھا کرتے تھے درمیان میں ایک میز رکھی ہوتی اور اس پر ایک دوات پڑی رہتی تھی۔ حضورؑ لکھتے لکھتے ادھر سے آتے تو قلم کو سیاہی لگا لیتے۔ پھر ادھر جاتے تو قلم سیاہی میں ڈبو لیتے اور جب پڑھتے تو اونچی آواز سے پڑھا کرتے تھے اور جو کچھ لکھتے اس کو دہراتے جاتے۔

(1315) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اہلیہ صاحبہ عبدالعزیز صاحب سابق پٹواری سیکھواں نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جب بڑا زلزلہ جو 1905ء میں آیا تھا۔ اس وقت ہم موضع سیکھواں جو ہمارا حلقہ تھا میں سکونت رکھتے تھے۔ زلزلہ آنے کے بعد میں کچھ گھی لے کر قادیان میں آئی اس وقت حضورؑ باغ میں معہ خدام سکونت رکھتے تھے۔ حضورؑ نے پوچھا کہ ’’میاں عبدالعزیز نہیں آئے؟‘‘ میں نے عرض کی کہ حضورؑ ان کا کوئی افسر آیا ہوا تھا اس واسطے نہیں آ سکے۔

(1316) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ والدہ صاحبہ فاطمہ بیگم بیوہ میاں کریم بخش باورچی نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جس وقت میاں مبارک احمد فوت ہوئے تو دادی آئی (میاں شادی خان کی بیوی) اور اماں جی کے گلے مل کر رونے لگی۔ تو حضورؑ حجرے سے گھبرا کر باہر نکلے اور کہنے لگے۔ ’’یہ مکان رونے کا نہیں ہے بلکہ ہنسنے کا ہے۔‘‘

(1317) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مائی بھولی۔ مائی جیواں عرف ملا قادر آباد نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ پہلے جب میاں جان محمد کشمیری نے بیعت کی تھی، پھر مولوی صاحب نے، مَیں اس وقت لڑکی تھی۔ میری عمر اب اسی (80) سال کی ہے۔ جب حضرت صاحبؑ ڈھاب بھروانا چاہتے تو ہندو سکھ آتے، کہ یاں اور ٹوکریاں چھین لیتے۔ آپؑ کے مکان کے پیچھے لابھا کھڑا ہو کر گالیاں دیتا رہا۔ آپ نے اپنی جماعت کو فرمایا کہ ’’چپ رہو‘‘ چھ ماہ کے بعد وہ لابھا ہندو گڑ کے کڑاہ میں گر کر مر گیا۔ اسکے بعد لیکھرام، آریوں کے ساتھ آپؑ کا مباحثہ ہوتا رہا۔

(1318) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مائی بھولی۔ مائی جیواں عرف ملا قادر آباد نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دن حضور علیہ السلام سیر کو آئے تو دیکھا راستہ جو پہلے خراب تھا، نیا بنا ہوا ہے۔ آپؑ نے فرمایا ’’یہ کس نے بنایا ہے؟‘‘ ہم نے کہا حضورؑ آپ کی اسامیوں نے۔ آپ بہت خوش ہوئے اور ہنسے۔

ایک بار حضورؑ تشریف لائے تو میں نئی کنک (گندم) بھنا کر لے گئی۔ آپ نے اپنے ساتھ جو تھے ان کو بانٹ دی۔ خود بھی چکھی اور خوش ہوئے۔ جب حضورؑ سیر کو آیا کرتے تو ہماری کچی مسجد میں آ کر نماز اشراق پڑھتے۔ ہم لوگ ساگ روٹی پیش کرتے تو حضور علیہ السلام کبھی بُرا نہ مناتے اور نہ ہی کراہت کرتے۔

(1319) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اہلیہ صاحبہ منشی نبی بخش صاحب نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ’’ہم نے قادیان میں مکان بنانا شروع کیا۔ دیواریں وغیرہ بنوائیں تو مرزا نظام الدین نے آ کے گرا دیا۔ اس پر حضورؑ پُرنور نے فرمایا کہ ’’اگر خدا نے چاہا تو آپ کا مکان پھر اور کہیں بن جائے گا۔‘‘ جب نواب مبارکہ بیگم صاحبہ پیدا ہوئیں، مَیں قادیان میں ہی تھی، حضرت اُم المومنین کو کچھ تکلیف تھی، حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی۔ خدا نے شفا بخشی۔ آپؑ نے ان کی پیدائش پر بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔

(1320) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ 1903ء کا ذکر ہے کہ میں اور ڈاکٹر صاحب مرحوم رُڑکی سے آئے۔ چار دن کی رخصت تھی۔ حضورؑ نے پوچھا ’’سفر میں روزہ تو نہیں تھا؟‘‘ ہم نے کہا نہیں۔ حضورؑ نے ہمیں گلابی کمرہ رہنے کو دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا ’’ہم روزہ رکھیں گے۔ آپؑ نے فرمایا ’’بہت اچھا! آپ سفر میں ہیں‘‘ ڈاکٹر صاحب نے کہا حضورؑ! چند روز قیام کرنا ہے دل چاہتا ہے روزہ رکھوں۔ آپؑ نے فرمایا ’’اچھا! ہم آپ کو کشمیری پراٹھے کھلائیں گے۔‘‘ ہم نے خیال کیا کشمیری پراٹھے خدا جانے کیسے ہونگے؟ جب سحری کا وقت ہوا اور ہم تہجد و نوافل سے فارغ ہوئے اور کھانا آیا تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود گلابی کمرے میں تشریف لائے (جو کہ مکان کی نچلی منزل میں تھا) حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مکان کی اوپر والی تیسری منزل پر رہا کرتے تھے۔ ان کی بڑی اہلیہ کریم بی بی صاحبہ جن کو مولویانی کہا کرتے تھے کشمیری تھیں اور پراٹھے اچھے پکایا کرتی تھیں۔ حضورؑ نے یہ پراٹھے ان سے ہمارے واسطے پکوائے تھے۔ پراٹھے گرما گرم اوپر سے آتے تھے اور حضور علیہ السلام خود لے کر ہمارے آگے رکھتے تھے اور فرماتے تھے۔ ’’اچھی طرح کھاؤ۔‘‘ مجھے تو شرم آتی تھی اور ڈاکٹر صاحب بھی شرمسار تھے مگر ہمارے دلوں پر جو اثر حضورؑ کی شفقت اور عنایت کا تھا اس سے روئیں، روئیں میں خوشی کا لرزہ پیدا ہو رہا تھا۔ اتنے میں اذان ہو گئی تو حضورؑ نے فرمایا کہ ’’اور کھاؤ ابھی بہت وقت ہے۔ فرمایا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (البقرۃ:188) اس پر لوگ عمل نہیں کرتے۔ آپ کھائیں ابھی وقت بہت ہے۔ مؤذن نے وقت سے پہلے اذان دے دی ہے۔‘‘ جب تک ہم کھاتے رہے حضورؑ کھڑے رہے اور ٹہلتے رہے۔ ہر چند ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ حضورؑ تشریف رکھیں۔ میں خود خادمہ سے پراٹھے پکڑ لونگا یا میری بیوی لے لیں گی۔ مگر حضورؑ نے نہ مانا اور ہماری خاطر تواضع میں لگے رہے۔ اس کھانے میں عمدہ سالن اور دودھ سویاں وغیرہ کھانے بھی تھے۔

(1321) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ رحیمن اہلیہ صاحبہ قدرت اللہ صاحب ریاست پٹیالہ نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادت تھی کہ روزانہ صبح سیر کیلئے جایا کرتے تھے۔ صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم کی عمر اس وقت اندازاً تین سال کی تھی۔ میں اور حافظ حامد علی صاحب کی لڑکی آمنہ مرحومہ امۃ الحفیظ بیگم کو باری باری اٹھا کر ساتھ لے جاتی تھیں۔ چونکہ حضورؑ بہت تیز رفتار تھے۔ اس لئے ہم پیچھے رہ جاتے تھے، تو امۃ الحفیظ بیگم ہم سے کہتیں کہ ’’ابا کے ساتھ ساتھ چلو۔‘‘ اس پر میں نے کہا کہ میں تھک جاتی ہوں تم حضرت صاحب سے دعا کیلئے کہنا۔ اس پر صاحبزادی نے حضرت صاحب سے کہا۔ آپ نے فرمایا ’’اچھا! ہم دعا کریں گے کہ یہ تم کو ہمارے ساتھ رکھے۔‘‘ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اور آمنہ کو اتنی طاقت دی کہ ہم صاحبزادی کو اٹھا کر ساتھ ساتھ لے جاتیں اور لے آتیں مگر تھکان محسوس نہ ہوتی۔

(1322) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اہلیہ صاحبہ مولوی فضل الدین صاحب کھاریاں نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ہمارے ساتھ ایک بوڑھی عورت مائی تابی رہتی تھی۔ اسکے کمرے میں ایک روز بلی پاخانہ کر گئی۔ اس نے کچھ ناراضگی کا اظہار کیا۔ میرے ساتھ جو دو عورتیں تھیں انہوں نے خیال کیا کہ ہم سے تنگ آ کر مائی تابی ایسا کہتی ہے۔ ایک نے تنگ آ کر اپنے خاوند کو رقعہ لکھا جو ہمارے ساتھ آیا ہوا تھا کہ مائی تابی ہمیں تنگ کرتی ہے۔ ہمارے لئے الگ مکان کا انتظام کر دیں۔ جلال الدین نے وہ رقعہ حضورؑ کے سامنے پیش کر دیا۔ رقعہ پڑھتے ہی حضورؑ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور آپ نے فوراً مائی تابی کو بلایا اور فرمایا، تم مہمانوں کو تکلیف دیتی ہو۔ تمہاری اس حرکت سے مجھے سخت تکلیف پہنچی ہے اس قدر تکلیف کہ اگر خدانخواستہ میرے چاروں بچے مر جاتے تو مجھے اتنی تکلیف نہ ہوتی جتنی مہمانوں کو تکلیف دینے سے پہنچی ہے۔‘‘ مائی تابی نے ہم سے اور حضرت صاحبؑ سے معافی مانگی۔ اسکے بعد مائی تابی اور ہم بہت اچھی طرح رہتے رہے۔

(1323) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ فضل بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا محمود بیگ صاحب پٹی نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ جلسہ سالانہ کا ذکر ہے کہ چارپائیوں کی ضرورت تھی تو جلسہ والے ہم سب گھر والوں کی چارپائیاں لے گئے۔ آپؑ کو معلوم ہوا تو آپؑ نے میاں نجم الدین صاحب مرحوم مغفور کو بلا کر فرمایا ’’فضل بیگم کی چارپائی کیوں لے گئے ہو؟ کیا وہ مہمان نہیں؟ بس ان کی چارپائی جہاں سے لائے ہو وہیں پہنچا دو۔‘‘ وہ بیچارے لا کر بچھا گئے۔

(1324) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں فقیر محمد صاحب نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جب بڑا زلزلہ آیا تھا تو حضرت صاحبؑ باغ میں تشریف لے گئے تھے۔ میں نواب صاحب کے کام کرتا تھا۔ جب اذان ہو گئی تو ہم سب نماز کیلئے گئے۔ حضرت صاحب بھی تشریف لائے۔ آپؑ کچھ باتیں کر رہے تھے کہ ایک شخص نے پوچھا۔ حضور! شرمپت آپکا دوست ہے اور وہ مسلمان نہیں ہوا؟ حضرت صاحبؑ نے فرمایا ’’وہ مسلمان نہیں ہوگا مگر مصدق ہو جائے گا۔‘‘ مولوی عبدالکریم صاحب نے پوچھا کہ حضورؑ مصدق کا کیا مطلب ہے۔ آپؑ نے فرمایا ’’کہ میری سب باتوں کا یقین کر لے گا۔‘‘

(سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ چہارم، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

بقیہ خطبہ عید الفطر از صفحہ نمبر 2

جس کے نظارے ہم آج دیکھ رہے ہیں۔ یہ صرف منہ کی بات نہیں۔ سب دنیا دیکھ رہی ہے کہ کیمرے کی آنکھ اور ٹی وی کی سکرین ہمیں یہ نظارے دکھا رہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے اس فضل و احسان پر ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں۔ ہم جلسہ میں شامل ہونے کیلئے جمع تو ہو گئے۔ دنیا میں مختلف جگہوں پر بیٹھے ہوئے سن بھی رہے ہیں، اسکے نظارے بھی دیکھ رہے ہیں لیکن ہمیں اس فضل سے فیض اٹھانے اور اس مقصد کو پورا کرنے کیلئے اپنی ذمہ داریاں بھی ادا کرنی ہوں گی اور اپنے عہد اور اپنے وعدے کو جو ہم نے جماعت میں شامل ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہے پورا کرنا ہوگا۔ اس کیلئے ہمیں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی۔

جلسہ سالانہ کے دنوں میں اس حوالے سے سب نے بہت سی تقاریر بھی سنی ہوں گی۔ تربیتی اور تعلیمی، علمی اور روحانی تقریریں۔ اللہ تعالیٰ یہ باتیں سنانے والوں، تقریریں کرنے والوں اور سننے والوں دونوں کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائے تا کہ ہم اُس مقصد کو حاصل کر سکیں جو جلسہ کا مقصد ہے۔ بہر حال میں اس حوالے سے کچھ ذمہ داریوں کی طرف آج توجہ دلاؤں گا جن کا ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر اُن پر عمل کرنے کا آپؑ سے وعدہ کیا ہے۔ ہم نے بیعت میں آ کر اس عہد میں اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکموں اور اسوہ کے مطابق کرنے کے وعدے تو بہت کیے ہیں لیکن وقت کی رعایت سے میں اس وقت دوسری شرط بیعت کے حوالے سے کچھ باتیں کروں گا۔

اگر اسکے مطابق ہم اپنی زندگیوں کو ڈھال لیں تو اپنے اندر بھی اور دنیا میں بھی ایک انقلابِ عظیم پیدا کر سکتے ہیں۔

ہم نے جو عہد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہے اسکی دوسری شرط یہ ہے کہ ''جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر یک فسق اور فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا۔'' یعنی بیعت کرنے والا ان سے بچے گا۔ ''اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔''

(ازالہ اوہام، حصہ دوم، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 563-564)

اس میں آپؑ نے نو 9 برائیوں کا ذکر کر دیا، اس طرف توجہ دلائی ہے اور یہ برائیاں ایسی ہیں جن کو چھوڑنے سے انسان روحانی اور اخلاقی طور پر ترقی کر سکتا ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ اس پر عمل کرنے کے بارے میں اور اسکی اہمیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ، اسکا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جھوٹ کے بارے میں فرماتا ہے کہ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج:31) پس بتوں کی پلیدی سے احتراز کرو اور جھوٹ کہنے سے بچو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''قرآن شریف نے تمہارے لئے بہت پاک احکام لکھے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ تم شرک سے بکلی پرہیز کرو کہ مشرک سرچشمۂ نجات سے بے نصیب ہے۔ تم جھوٹ نہ بولو کہ جھوٹ بھی ایک حصہ شرک ہے۔''

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 28)

پھر مزید وضاحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

''قرآن شریف نے دروغ گوئی کو بُت پرستی کے برابر ٹھہرایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج:31) یعنی بتوں کی پلیدی اور جھوٹ کی پلیدی سے پرہیز کرو۔ اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ (النساء: 136) الجزو نمبر 4۔ یعنی اے ایمان والو انصاف اور راستی پر قائم ہو جاؤ اور سچی گواہیوں کو للہ ادا کرو اگرچہ تمہاری جانوں پر ان کا ضرر پہنچے یا تمہارے ماں باپ اور تمہارے اقارب ان گواہیوں سے نقصان اٹھاویں۔''

(نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 403)

پس یہ ہے سچائی کا معیار جس پر ایک احمدی کو قائم ہونے کیلئے بھرپور کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے خلاف اپنے پیاروں کے خلاف بھی گواہی دینے سے گریز نہ کرے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ (الزمر: 4) اللہ ہرگز اسے ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور سخت ناشکرا ہے۔ پس یہ واضح تنبیہ بھی ہمیں جھنجھوڑنے کیلئے کافی ہے۔

بڑی باریکی سے ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے۔ جھوٹ کتنا گھناؤنا فعل ہے جو شرک کے برابر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس درد کے ساتھ اور کس سختی کے ساتھ جھوٹ بولنے سے منع فرمایا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں بڑے بڑے گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اللہ کا شریک ٹھہرانا اور والدین سے قطع تعلقی کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر بیٹھ گئے اور فرمایا سنو! جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا۔ سنو! جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل یہ کہتے رہے حتیٰ کہ میں نے دل میں کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاموش نہیں ہوں گے۔ (صحیح بخاری کِتَابُ الْأَدَبِ بَابُ عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْكَبَائِرِ، دیث نمبر 5976) یعنی کہ بہت زیادہ تکلیف میں ہیں۔

پس کس قدر فکر آپؐ کی اس بات میں نظر آتی ہے۔

اگر ہم اپنے جائزے لیں تو بہت سوں میں خود یہ بات نظر آئے گی کہ بہت سے مواقع پر وہ غلط بیانی سے کام لے جاتے ہیں۔ پس غور کا مقام ہے۔

کیا ہم اپنا عہد پورا کرنے والے بن رہے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو معیار یہ ہے کہ مذاق میں بھی غلط بات کہنا جھوٹ ہے۔ پس یہ ہیں وہ معیار جو ہمیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یقیناً سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی یقیناً جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ ایک شخص سچ بولتا ہے یہاں تک کہ وہ صدیق لکھا جاتا ہے۔ یقیناً جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ آگ کی طرف لے جاتا ہے۔ ایک شخص جھوٹ بولتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ کذّاب لکھا جاتا ہے۔ (صحیح مسلم كِتَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ قُبْحِ الْكَذِبِ وَحُسْنِ الصِّدْقِ وَفَضْلِهِ حدیث نمبر 6637)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ منافق کی تین علامتیں ہیں۔ جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے۔ منافق کی علامتوں میں سے پہلی علامت یہ ہے کہ جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے۔ جب وعدہ کرتا ہے وعدہ خلافی کرتا ہے۔ وہاں بھی جھوٹ ہی آ گیا۔ جب اسکے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو خیانت کرتا ہے۔ (صحیح مسلم كِتَابُ الْإِيمَانَ بَابُ بَيَانِ خِصَالِ الْمُنَافِقِ حدیث نمبر 211) یہاں بھی جھوٹ ہی ہے گو تین مختلف حالتیں ہیں۔

بڑے غور اور بڑے خوف کا مقام ہے۔ زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں یہ بڑی واضح باتیں ہیں۔ ہمیں خود اسے سامنے رکھ کر اپنا جائزہ لینا چاہئے۔

پھر جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ''یقیناً یاد رکھو جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں۔

عام طور پر دنیا دار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں مگر میں کیونکر اس کو باور کروں؟ مجھ پر سات مقدمے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی ایک میں بھی مجھے جھوٹ کہنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کوئی بتائے کہ کسی ایک میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے شکست دی ہو۔ اللہ تعالیٰ تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ راستباز کو سزا دے؟'' کیا یہ ہو سکتا ہے کہ راستباز کو سزا دے؟ ''اگر ایسا ہو تو دُنیا میں پھر کوئی شخص سچ بولنے کی جرأت نہ کرے اور خدا تعالیٰ پر سے ہی اعتقاد اٹھ جاوے۔ راستباز تو زندہ ہی مر جاویں۔''

فرماتے ہیں کہ ''اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں وہ سچ کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ وہ سزا ان کی بعض اَور مخفی در مخفی بدکاریوں کی ہوتی ہے اور کسی اَور جھوٹ کی ہوتی ہے۔''

وہ سزا کسی اَور وجہ سے مل رہی ہوتی ہے کسی اَور ظلم میں پکڑے جاتے ہیں۔ پس اس نکتے کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ اگر اس بات کو انسان ذہن میں رکھے تو پھر بہت سے گناہوں اور غلطیوں سے پاک ہو جائے اور یہی وہ مقام ہے جہاں انسان اپنے عہد کو پورا کرنے والا بنتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ''خدا تعالیٰ کے پاس تو ان کی بدیوں اور شرارتوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ ان کی بہت سی خطائیں ہوتی ہیں اور کسی نہ کسی میں وہ سزا پا لیتے ہیں۔'' (ملفوظات، جلد 8، صفحہ 351 تا 353، ایڈیشن 1984ء)

اللہ تعالیٰ کے علم میں تو ہمارے عمل کی فہرست ہے۔ پس ہمیشہ خدا تعالیٰ کے حضور استغفار کرتے رہنا چاہئے۔

آج کل کے معاشرے میں تو قدم قدم پر ہمیں جھوٹ نظر آتا ہے اور اسے دیکھ کر ہم سمجھتے ہیں کہ تھوڑی بہت غلط بیانی کر لینا کوئی گناہ نہیں ہے، کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے لیکن یہی باتیں پھر بڑے بڑے جھوٹ بلواتی ہیں۔ سچائی کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ پس ہر احمدی کو اپنی سچائی کے معیار بہت اونچے کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر یہ سچائی کے معیار ہم حاصل کر لیں تو بہت سے جھگڑے اور مسائل ہمارے ختم ہو جائیں۔

سب سے اہم بات ہمیں یہ یاد رکھنی چاہئے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت خدا کی بادشاہت دنیا میں قائم کرنے کیلئے کی ہے۔ اگر ہم نے جھوٹ کا سہارا لینا شروع کر دیا تو ہم پھر خدا کی بادشاہت قائم کرنے کی بجائے شیطان کی بادشاہت دنیا میں قائم کرنے والے بن رہے ہوں گے۔ پس بہت فکر اور سوچنے کا مقام ہے۔

پھر اسی شرط میں جس پہلو کی طرف آپ نے توجہ دلائی وہ ہے زنا سے بچنا۔

آج کل کے زمانے میں تو میڈیا نے اسکے پھیلانے کی تمام حدیں توڑ دی ہیں اور ان حالات میں تو ہمیں اپنے آپ کو بھی اور اپنی نسلوں کو بچانے کیلئے خاص کوشش کرنی ہوگی۔ گندی فلمیں دیکھنا گندے خیالات دل میں پیدا کرنا یہ بھی زنا کی قسمیں ہیں اور یہ میڈیا آج کل کرتا ہے جو یہ چیزیں انسان کو برائیوں اور فحشاء میں دھکیلتی چلی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَ سَآءَ سَبِیْلًا (بنی اسرائیل:33) اور زنا کے قریب نہ جاؤ۔ یقیناً یہ بے حیائی ہے اور بہت برا راستہ ہے۔

پس بہت فکر کا مقام ہے۔ اب تو جیسا کہ میں نے کہا میڈیا کیا کر رہا ہے بچوں کے بھی ایسے پروگرام دکھائے جاتے ہیں جن میں فحش باتوں سے ان کے دماغ زہر آلود کیے جا رہے ہیں۔ پس ایسے حالات میں تو ہمیں بہت فکر کے ساتھ ایک جہاد کرنا ہوگا۔

پھر زنا صرف ظاہری زنا نہیں بلکہ ہر قسم کا زنا ہے۔ باتیں جو برائیوں میں ملوث کرتی ہیں، بے حیائیوں کی طرف لے جاتی ہیں، فحشاء کی طرف لے جاتی ہیں وہ سب اس میں شامل ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ تنبیہ کرتے ہوئے فرماتا ہے اِنَّ

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

دعا ایسی مصیبت سے بچانے کیلئے بھی فائدہ دیتی ہے جو نازل ہو چکی ہو اور ایسی مصیبت کے بارہ میں بھی جو ابھی نازل نہ ہوئی ہو، پس اے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم کر لو

(ترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی فضل الدعاء)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

گناہ سے سچی توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں

(رسالہ قشیریۃ، باب التوبۃ)

طالبِ دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب و اہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

اَلَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ (النور: 20) یقیناً وہ لوگ جو پسند کرتے ہیں کہ ان لوگوں میں جو ایمان لائے بے حیائی پھیل جائے ان کیلئے دردناک عذاب ہوگا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اللہ جانتا ہے جبکہ تم نہیں جانتے۔

اگر دیکھا جائے تو جو لوگ ان غلاظتوں میں پڑتے ہیں وہ تو خود بھی مختلف قسم کی بیماریوں کے عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں اور آخرت کے عذاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کیا سلوک ہوگا۔ اسکی کیا شدت ہوگی۔ کاش کہ ایسے لوگ عقل کریں۔ پس ہم نے جہاں معاشرے کی اس برائی سے جو بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے اپنے آپ کو بچانا ہے اپنی نسلوں کو بچانا ہے وہاں ماحول کو صاف رکھنے کیلئے دوسروں کو بھی سمجھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ان فحشاء کی ترویج بھی اصل میں دہریت پھیلانے کا ایک پہلو ہے بلکہ دہریت پھیلانے والوں کا ایجنڈا ہے۔ اس کا حصہ ہے جو انسان کو خدا تعالیٰ سے اور مذہب سے دور لے جانا چاہتے ہیں۔ پس ہمیں بہت کوشش سے اس جہاد میں بھی حصہ لینا ہوگا۔

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت انسؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس گھڑی کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا اور جہالت مستحکم ہو جائے گی اور شراب پی جائے گی اور زنا کثرت سے ہوگا۔ (صحیح بخاری کِتَابُ الْعِلْمِ بَابُ رَفْعِ الْعِلْمِ وَظُهُورِ الْجَهْلِ حدیث نمبر 80)

پس یہ جو اس زمانے کی باتوں کے بارے میں پیشگوئی ہے۔ یہی کچھ آج کل نظر میں آ رہا ہے لیکن خوف خدا پھر بھی نہیں ہے۔ پس احمدیوں نے جہاں اپنے آپ کو ان بیہودگیوں سے بچانا ہے وہاں جیسا کہ میں نے کہا دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کرنی ہے۔

اللہ تعالیٰ دنیا کو عقل دے اور ہمارا پیغام وہ سمجھ سکیں اور سن سکیں اور ہمیں توفیق دے کہ ہم یہ پیغام پہنچانے والے بھی ہوں اور خود بھی اس سے ہر طرح سے بچنے والے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں فحشاء سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں: (آپ نے ایک پہلو کو دیکھا ہے جو آج کل عام ہے) ”جو شخص آزادی سے نامحرم عورتوں کو دیکھتا رہے گا آخر ایک دن بدنیتی سے بھی دیکھے گا کیونکہ نفس کے جذبات ہر یک طبیعت کے ساتھ لگے ہوئے ہیں اور تجربہ بلند آواز سے بلکہ چیخیں مار کر ہمیں بتلا رہا ہے کہ بیگانہ عورتوں کو دیکھنے میں ہرگز انجام بخیر نہیں ہوتا۔ یورپ جو زنا کاری سے بھر گیا۔ اسکا کیا سبب ہے۔ یہی تو ہے کہ نامحرم عورتوں کو بے تکلف دیکھنا عادت ہو گیا۔ اول تو نظر کی بدکاریاں ہوئیں اور پھر معانقہ بھی ایک معمولی امر ہو گیا۔“ (نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 416-417) اور پھر بڑھتے بڑھتے بہت آگے نکل جاتے ہیں۔ اور یہی آج کے اس معاشرے میں ہمیں نظر آتا ہے اور ہمیں یہاں رہتے ہوئے تو خاص طور پر بہت فکر سے کوشش کرنی چاہئے اور اب صرف یہیں کی بات نہیں رہی بلکہ میڈیا نے اور آزادی نے دنیا کے ہر ملک میں اس بے حیائی کو عام کر دیا ہے۔

پھر جس برائی سے آپؑ نے خاص طور پر بچنے کی تلقین فرمائی وہ بدنظری ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ وَ یَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَہُمۡ ذٰلِکَ اَزۡکٰی لَہُمۡ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ۔ وَقُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنٰتِ یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِہِنَّ وَ یَحۡفَظۡنَ فُرُوۡجَہُنَّ وَ لَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنۡہَا وَ لۡیَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِہِنَّ عَلٰی جُیُوۡبِہِنَّ وَ لَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ اِلَّا لِبُعُوۡلَتِہِنَّ اَوۡ اٰبَآئِہِنَّ اَوۡ اٰبَآءِ بُعُوۡلَتِہِنَّ اَوۡ اَبۡنَآئِہِنَّ اَوۡ اَبۡنَآءِ بُعُوۡلَتِہِنَّ اَوۡ اِخۡوَانِہِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اِخۡوَانِہِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اَخَوٰتِہِنَّ اَوۡ نِسَآئِہِنَّ اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُہُنَّ اَوِ التّٰبِعِیۡنَ غَیۡرِ اُولِی الۡاِرۡبَۃِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفۡلِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یَظۡہَرُوۡا عَلٰی عَوۡرٰتِ النِّسَآءِ وَ لَا یَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِہِنَّ لِیُعۡلَمَ مَا یُخۡفِیۡنَ مِنۡ زِیۡنَتِہِنَّ وَ تُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ جَمِیۡعًا اَیُّہَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ (النور: 31-32) مومنوں کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ بات ان کیلئے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے۔ یقیناً اللہ جو وہ کرتے ہیں اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔ اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اسکے کہ جو اس میں سے از خود ظاہر ہو۔ اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں۔ اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کیا کریں مگر اپنے خاوندوں کیلئے یا اپنے باپوں یا اپنے خاوندوں کے باپوں یا اپنے بیٹوں کیلئے یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں کیلئے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی عورتوں یا اپنے زیرنگیں مردوں کیلئے یا مردوں میں ایسے خادموں کیلئے جو کوئی جنسی حاجت نہیں رکھتے یا ایسے بچوں کیلئے جو عورتوں کی پردہ دار جگہوں سے بے خبر ہیں اور وہ اپنے پاؤں اس طرح نہ ماریں کہ لوگوں پر وہ ظاہر کر دیا جائے جو عورتیں عموماً اپنی زینت میں سے چھپاتی ہیں۔ اور اے مومنو! تم سب کے سب اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

اس آیت کی وضاحت فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”قرآن شریف میں یہ آیت ہے قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ وَ یَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَہُمۡ ذٰلِکَ اَزۡکٰی لَہُمۡ (النور: 31) یعنی مومنوں کو کہہ دے کہ نامحرم اور محلِ شہوت کے دیکھنے سے اپنی آنکھیں اس قدر بند رکھیں کہ پوری صفائی سے چہرہ نظر نہ آسکے اور نہ چہرہ پر کشادہ اور بے روک نظر پڑ سکے۔ اور اِس بات کے پابند رہیں کہ ہرگز آنکھ کو پورے طور پر کھول کر نہ دیکھیں نہ شہوت کی نظر سے اور نہ بغیر شہوت سے کیونکہ ایسا کرنا آخر ٹھوکر کا باعث ہے یعنی بے قیدی کی نظر سے نہایت پاک حالت محفوظ نہیں رہ سکتی اور آخر ابتلا پیش آتا ہے اور دِل پاک نہیں ہو سکتا جب تک آنکھ پاک نہ ہو اور وہ مقام اَزۡکٰی جس پر طالبِ حق کیلئے قدم مارنا مناسب ہے حاصل نہیں ہو سکتا اور اِس آیت میں یہ بھی تعلیم ہے کہ بدن کے ان تمام سوراخوں کو محفوظ رکھیں جن کی راہ سے بدی داخل ہو سکتی ہے۔ سوراخ کے الفاظ میں جو آیتِ ممدوح میں مذکور ہے آلاتِ شہوت اور کان اور ناک اور منہ سب داخل ہیں۔ اب دیکھو کہ یہ تمام تعلیم کس شان اور پایہ کی ہے جو کسی پہلو پر نامعقول طور پر افراط یا تفریط سے زور نہیں ڈالا گیا اور حکیمانہ اعتدال سے کام لیا گیا ہے۔ اور اس آیت کا پڑھنے والا فی الفور معلوم کر لے گا کہ اِس حکم سے جو کھلے کھلے نظر ڈالنے کی عادت نہ ڈالو یہ مطلب ہے کہ تا لوگ کسی وقت فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اور دونوں طرف مرد اور عورت میں سے کوئی فریق ٹھوکر نہ کھاوے لیکن انجیل میں جو بے قیدی اور کھلی آزادی دی گئی اور صرف انسان کی مخفی نیت پر مدار رکھا گیا ہے اِس تعلیم کا نقص اور خامی ایسا امر نہیں ہے کہ اسکی تصریح کی کچھ ضرورت ہو۔“ (تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 164)

پس اسلام نے نظروں کو نیچا رکھنے کا حکم مرد اور عورت دونوں کو دیا ہے اور یہ دے کر حیا کے اس معیار کو قائم فرمایا ہے جس سے کسی برائی کا امکان ہی نہ رہے۔

اگر ایسے معیار ہم قائم کرنے کی کوشش کریں تو پھر ہی ایک پاکیزہ معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔ اس حکم کی وسعت صرف یہی ظاہری طور پر دیکھنے میں نہیں ہے بلکہ آج کل جو میڈیا ہے، کمپیوٹر ہے، ٹی وی ہے اس پر غلط اور ننگے پروگرام جو آتے ہیں جس طرح پہلے بھی میں ذکر کر چکا ہوں ان تک اسکی یہ وسعت پھیلی ہوئی ہے۔ وہاں بھی ہمیں احتیاط کرنی چاہئے اور خاص طور پر نوجوانوں کو اس طرف دیکھنا چاہئے اور بلکہ بعض تو بڑوں کی بھی شکایات آتی ہیں۔

اگر اللہ تعالیٰ کی رضا ہم نے حاصل کرنی ہے تو پھر اس قدر باریکی میں جا کر ہمیں اپنی اصلاح کرنی ہوگی اور اپنے بچوں کو بھی سمجھانا ہوگا۔ مرد اور عورت کے ایک دوسرے کو (جو محرم رشتہ نہ ہو) نہ دیکھنے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر محتاط تھے اس بارے میں ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ام سلمہؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھی اور آپؐ کے پاس حضرت میمونہؓ بھی تھیں تو حضرت ابن امّ مکتومؓ آئے اور جب ہمیں پردے کا حکم دیا گیا تھا یہ اسکے بعد کی بات ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں اس سے پردہ کرو۔ ہم نے کہا یا رسول اللہؐ! کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ ہمیں دیکھ نہیں سکتے اور نہ ہمیں پہچانتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم دونوں اس کو نہیں دیکھ رہیں؟ (سنن ابوداؤد کِتَابُ اللِّبَاسِ بَابٌ فِیۡ قَوۡلِہٖ عَزَّ وَجَلَّ وَقُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنَاتِ یَغۡضُضۡنَ...... حدیث نمبر 4112)

پس یہ ہیں وہ معیار جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قائم فرمانا چاہتے تھے اور اس میں ان لوگوں کا بھی جواب ہے جو بعض مرد ہیں یا عورتیں ہیں جو جماعت میں بھی یہ سوال پیدا کر دیتے ہیں کہ پردے کے بارے میں ہم زیادہ سختی کرتے ہیں، زیادہ سخت نظریات جماعت رکھتی ہے۔

پھر ایک برائی جس سے آپ نے اپنی جماعت کو خاص طور پر بچنے کی تلقین فرمائی ہے اور اسے شرائط بیعت میں رکھ کر عہد لیا ہے وہ فسق و فجور ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فسق و فجور کرنے والوں کے بارے میں کس قدر سخت ارشاد فرماتا ہے۔ فرماتا ہے: اِنَّا مُنۡزِلُوۡنَ عَلٰۤی اَہۡلِ ہٰذِہِ الۡقَرۡیَۃِ رِجۡزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا کَانُوۡا یَفۡسُقُوۡنَ (العنکبوت: 35) یقیناً ہم اِس بستی کے رہنے والوں پر آسمان سے ایک عذاب اتارنے والے ہیں اس وجہ سے کہ وہ فِسق کرتے ہیں۔ پس یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔ ہمیشہ استغفار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ فسق آج کل دنیا میں ہر جگہ ہر شہر میں پھیلا ہوا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فسق کرنے والوں کے انجام کے بارے میں فرماتا ہے: وَیَوۡمَ یُعۡرَضُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا عَلَی النَّارِ اَذۡہَبۡتُمۡ طَیِّبٰتِکُمۡ فِیۡ حَیَاتِکُمُ الدُّنۡیَا وَاسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِہَا فَالۡیَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ عَذَابَ الۡہُوۡنِ بِمَا کُنۡتُمۡ تَسۡتَکۡبِرُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ وَبِمَا کُنۡتُمۡ تَفۡسُقُوۡنَ (الاحقاف: 21) اور یاد کرو وہ دن جب وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا آگ کے سامنے پیش کیے جائیں گے۔ تم اپنی سب اچھی چیزیں اپنی دنیا کی زندگی میں ہی ختم کر بیٹھے اور ان سے عارضی فائدہ اٹھا چکے۔ پس آج کے دن تم ذلت کا عذاب دیے جاؤ گے بوجہ اس کے کہ تم زمین میں ناحق تکبر کرتے تھے اور بوجہ اس کے کہ تم فسق کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کیا کرتے تھے۔

ہمیں فسق و فجور سے پاک ہونے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خدا ترس اور خادمِ دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہوگا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔ اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعویٰ میں کذّاب ہے۔

صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بناوے۔ تب اسکی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہوگی اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہوگی کہ اس کو باقیات صالحات کا مصداق کہیں لیکن اگر یہ خواہش صرف اس لئے ہو کہ ہمارا نام باقی رہے اور وہ ہمارے املاک و اسباب کی وارث ہو یا وہ بڑی نامور اور مشہور ہو۔ اس قسم کی خواہش

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

دنیا بھی اک سرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے ✿ گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جدا ہے

شکوہ کی کچھ نہیں جا یہ گھر ہی بے بقا ہے ✿ یہ روز کر مبارک سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

کیوں نظر آتا نہیں راہِ صواب ✿ پڑ گئے کیسے یہ آنکھوں پر حجاب

کیا یہی تعلیم فرقاں ہے بھلا ✿ کچھ تو آخر چاہیے خوفِ خدا

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

میرے نزدیک شرک ہے۔''
(ملفوظات جلد2،صفحہ 371،ایڈیشن 1984ء)

پس ہمیں اپنے اور اپنے بچوں کے اس گہرائی میں جا کر جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

پھر جس بات پر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہدِ بیعت کیا وہ ظلم نہ کرنا ہے۔اس بارے میں خدا تعالیٰ ہمیں قرآن کریم میں کس طرح ہوشیار فرماتا ہے۔ فرماتا ہے: فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡ عَذَابِ يَوۡمٍ اَلِيۡمٍ (الزخرف:66) پس ان لوگوں کیلئے جنہوں نے ظلم کیا ہلاکت ہو دردناک دن کے عذاب کی صورت میں۔

اور ظلم نہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کس طرح خوشخبری عطا فرماتا ہے۔فرماتا ہے: اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَلَمۡ يَلۡبِسُوۡۤا اِيۡمَانَهُمۡ بِظُلۡمٍ اُولٰۤـئِكَ لَهُمُ الۡاَمۡنُ وَهُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ (الانعام:83) وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو کسی ظلم کے ذریعہ مشکوک نہیں بنایا یہی وہ لوگ ہیں جنہیں امن نصیب ہوگا اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

ظلم و تعدی کرنے والوں کا کیا انجام ہوگا؟اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ کوئی درہم ہے نہ کوئی ساز و سامان ہے۔اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امّت میں تو مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز روزہ اور زکوٰۃ کے ساتھ پیش ہوگا مگر اس طرح آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی کسی پر بہتان لگایا ہوگا اور کسی کا مال کھایا ہوگا اور کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا۔اسکو اسکی کوئی نیکی دی جائے گی اور کسی کو اسکی کوئی اور نیکی اور ان کی خطائیں لی جائیں گی اور اس پر ڈال دی جائیں گی۔جن لوگوں کو مارا جائے گا ان کو اسکی نیکیاں دے دی جائیں گی اور خطائیں جو ان کی ہیں وہ اس پہ ڈال دی جائیں گی پھر اسے آگ میں پھینک دیا جائے گا۔(صحیح مسلم كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ باب تَحْرِيمِ الظُّلْمِ حدیث نمبر 6579) یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ سب ظلم کی وجہ سے ردّ کر دی جائیں گی۔

اس روایت کی مزید وضاحت بخاری کی ایک اَور روایت میں ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔جس شخص نے دوسرے کی بے عزتی کی ہو یا کوئی اَور ظلم کیا ہو تو چاہئے کہ ظلم کرنے والا اس سے آج دنیا میں معاف کرا لے پیشتر اس کے کہ جب نہ دینار ہوگا نہ درہم۔اگر اسکا کوئی نیک عمل ہوگا تو جس قدر مظلوم پر ظلم ہوگا اسکے مطابق اسکے نیک اعمال سے لے لیا جائے گا اور اگر اسکی نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کی برائیاں لے کر اس ظالم پر ڈال دی جائیں گی۔(صحیح بخاری كِتَابُ الْمَظَالِمِ وَالْغَصْبِ بَابُ مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ عِنْدَ الرَّجُلِ فَحَلَّلَهَا لَهُ هَلْ يُبَيِّنُ مَظْلَمَتَهُ حدیث نمبر 2449)

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو یمن کی طرف بھیجا اور آپؐ نے فرمایا مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ اسکے اور اللہ کے درمیان کوئی روک نہیں۔ (صحیح بخاری كِتَابُ الْمَظَالِمِ وَالْغَصْبِ بَابُ الِاتِّقَاءِ وَالْحَذَرِ مِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ حدیث نمبر 2448)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:''اور اُسکے بندوں پر رحم کرو اور اُن پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کیلئے کوشش کرتے رہو۔اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بھیڑیئے ہیں۔بہت ہیں جو اُوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں۔سو تم اسکی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔

بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خودنمائی سے ان کی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے ان پر تکبر......تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کیلئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔

کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔

تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اسکا مجھ میں حصہ نہیں۔خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے۔

بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔متکبر اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ظالم اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔خائن اسکا قرب حاصل نہیں کر سکتا......تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔''
(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد19، صفحہ 11 تا 13)

پس یہ ہیں وہ باتیں۔بڑے خوف کا مقام ہے۔ہر وقت ہمیں روزمرہ کے معاملات میں بھی اپنے جائزے لیتے رہنا چاہئے۔

پھر جس بات سے بچنے کا آپ علیہ السلام نے ہم سے عہد لیا وہ خیانت ہے۔

خیانت کرنے والوں کے انجام کے بارے میں اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے وَلَا تُجَادِلۡ عَنِ الَّذِيۡنَ يَخۡتَانُوۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنۡ كَانَ خَوَّانًا اَثِيۡمًا (النساء:108) اور ان لوگوں کی طرف سے بحث نہ کر جو اپنے نفسوں سے خیانت کرتے ہیں۔یقیناً اللہ سخت خیانت کرنے والے گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔یہاں ہمیں اس بات پر بھی غور کرنا چاہئے۔کیا ہم بیعت کی امانت کا بھی حق ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ اس میں کسی طرح سے خیانت تو نہیں ہو رہی۔یہ بھی ایک ضروری چیز ہے جو سوچنے والی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں بھوک سے کیونکہ وہ برا ساتھی ہے اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں خیانت سے کیونکہ وہ برا دوست ہے۔
(سنن ابو داؤد بَابُ تَفْرِيعِ أَبْوَابِ الْوِتْرِ بَابٌ فِي الِاسْتِعَاذَةِ حدیث نمبر 1547)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیانت کے حوالے سے بڑی سخت تنبیہ فرمائی ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں:''جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بدنظری سے اور خیانت سے، رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے...... ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔'' (کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد19، صفحہ 18)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:''انسان کی پیدائش میں دو قسم کے حُسن ہیں۔ایک حُسنِ معاملہ اور وہ یہ کہ انسان خدا تعالیٰ کی تمام امانتوں اور عہد کے ادا کرنے میں یہ رعایت رکھے کہ کوئی امر حتی الوسع ان کے متعلق فوت نہ ہو۔'' اب اللہ تعالیٰ کی امانتوں میں سے، عہدوں میں سے ایک عہد عہدِ بیعت بھی ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے ہم نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے۔فرمایا''جیسا کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں رَاعُوۡن کا لفظ اِسی طرف اشارہ کرتا ہے ایسا ہی لازم ہے کہ انسان مخلوق کی امانتوں اور عہد کی نسبت بھی یہی لحاظ رکھے یعنی حقوق اللہ اور حقوقِ عباد میں تقویٰ سے کام لے۔یہ حُسنِ معاملہ ہے یا یوں کہو کہ روحانی خوبصورتی ہے۔''(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد 21، صفحہ 218)

پس یہ روحانی خوبصورتی ہے جو آپؑ اپنے ماننے والوں میں دیکھنا چاہتے ہیں بلکہ خیانت کرنے والوں کو آپؑ نے سخت تنبیہ فرمائی ہے۔چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:
''خدا کے واحد ماننے کے ساتھ یہ لازم ہے کہ اسکی مخلوق کی حق تلفی نہ کی جاوے۔جو شخص اپنے بھائی کا حق تلف کرتا ہے اور اسکی خیانت کرتا ہے وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا قائل نہیں۔'' (ملفوظات، جلد9، صفحہ 106 حاشیہ، ایڈیشن 1984ء)

پھر فرمایا''ادائے قرضہ اور امانت کی واپسی میں بہت کم لوگ صادق نکلتے ہیں اور لوگ اسکی پروا نہیں کرتے حالانکہ یہ نہایت ضروری امر ہے۔حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے جس پر قرضہ ہوتا تھا۔دیکھا جاتا ہے کہ جس التجا اور خلوص کے ساتھ لوگ قرض لیتے ہیں اسی طرح خندہ پیشانی کے ساتھ واپس نہیں کرتے بلکہ واپسی کے وقت ضرور کچھ نہ کچھ تنگی ترشی واقع ہو جاتی ہے۔ایمان کی سچائی اسی سے پہچانی جاتی ہے۔''
(ملفوظات، جلد9، صفحہ 347، ایڈیشن 1984ء)

پس جو لوگ سمجھتے ہیں یہ معمولی بات ہے۔قضا میں مقدمے کر دیتے ہیں ٹال مٹول سے کام لے رہے ہوتے ہیں۔ان کو سمجھنا چاہئے کہ یہ معمولی بات نہیں ہے۔وہ تو ان کو یقین ہی نہیں ہے۔لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پہ یقین نہیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر یقین نہیں۔فرمایا اگلی بات جس پہ ہر ایک سے آپ نے عہد لیا وہ یہ تھی کہ فساد نہیں کرنا، ہر قسم کے فساد سے بچنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فساد سے بچنے کی کئی جگہ ہدایت فرمائی ہے۔ ایک جگہ فرمایا وَابۡتَغِ فِيۡمَاۤ اٰتٰٮكَ اللّٰهُ الدَّارَ الۡاٰخِرَةَ وَلَا تَنۡسَ نَصِيۡبَكَ مِنَ الدُّنۡيَا وَاَحۡسِنۡ كَمَاۤ اَحۡسَنَ اللّٰهُ اِلَيۡكَ وَلَا تَبۡغِ الۡفَسَادَ فِى الۡاَرۡضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡمُفۡسِدِيۡنَ (القصص:78) اور جو کچھ اللہ نے تجھے عطا کیا ہے اس کے ذریعہ دارِ آخرت کمانے کی خواہش کر اور دنیا میں سے بھی اپنا معین حصہ نظرانداز نہ کر اور احسان کا سلوک کر جیسا کہ اللہ نے تجھ سے احسان کا سلوک کیا اور زمین میں فساد پھیلانا پسند نہ کر۔یقیناً اللہ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت جریرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں ان سے فرمایا۔لوگوں کو سننے کیلئے خاموش کراؤ۔اسکے بعد آپؐ نے فرمایا: میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگ جاؤ۔(صحیح بخاری كِتَابُ الْعِلْمِ بَابُ الْإِنْصَاتِ لِلْعُلَمَاءِ حدیث نمبر 121) آج کل مسلمانوں کا یہی حال ہے۔کیا ایک دوسرے کی گردنیں مارنا مومن کا فعل ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو انہیں کافر قرار دیا ہے۔آپ انہیں کافر کا نام دے رہے ہیں جو مسلمان ہو کر ایک دوسرے کی گردنیں مارتے ہیں۔اللہ تعالیٰ رحم کرے مسلم امہ پر بھی اور ہمیں بھی اپنا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے اور انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہر قسم کے فساد سے بچنے کی نصیحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:''تمہیں چاہئے کہ وہ لوگ جو محض اس وجہ سے تمہیں چھوڑتے اور تم سے الگ ہوتے ہیں کہ تم نے خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں شمولیت اختیار کر لی ہے ان سے دنگہ یا فساد مت کرو بلکہ ان کیلئے غائبانہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی وہ بصیرت اور معرفت عطا کرے جو اس نے اپنے فضل سے تمہیں دی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

دنیا میں کروڑہا ایسے پاک فطرت گزرے ہیں اور آگے بھی ہوں گے لیکن ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اس مردِ خدا کو پایا ہے جسکا نام ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(روحانی خزائن، جلد23، صفحہ 301)

طالبِ دُعا: افرادِ خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ اَرول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے، عزیزو! یہ دین کیلئے اور دین کی اغراض کیلئے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا

(کشتی نوحؑ، روحانی خزائن، جلد19، صفحہ 83)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

ہے۔تم اپنے پاک نمونہ اور عمدہ چال چلن سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ تم نے اچھی راہ اختیار کی ہے۔ دیکھو میں اس امر کیلئے مامور ہوں کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگامہ کی جگہوں سے بچتے رہو اور گالیاں سن کر بھی صبر کرو۔ بدی کا جواب نیکی سے دو اور کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو تو بہتر ہے کہ تم ایسی جگہ سے کھسک جاؤ اور نرمی سے جواب دو...... جب میں یہ سنتا ہوں کہ فلاں شخص اس جماعت کا ہو کر کسی سے لڑا ہے۔اس طریق کو میں ہرگز پسند نہیں کرتا اور خدا تعالیٰ بھی نہیں چاہتا کہ وہ جماعت جو دنیا میں ایک نمونہ ٹھہرے گی وہ ایسی راہ اختیار کرے جو تقویٰ کی راہ نہیں ہے بلکہ میں تمہیں یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہاں تک اس امر کی تائید کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس جماعت میں ہو کر صبر اور برداشت سے کام نہیں لیتا تو وہ یاد رکھے کہ وہ اس جماعت میں داخل نہیں ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 7، صفحہ 203-204، ایڈیشن 1984ء)

پھر آپ علیہ السلام نے ہم سے ہر قسم کی بغاوت سے بچنے کا عہد لیا۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا (النساء:60) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی بھی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔ اور اگر تم کسی معاملہ میں اولوالامر سے اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور اسکے رسول کی طرف لوٹا دیا کرو اگر فی الحقیقت تم اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر طریق ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

اختلاف کی صورت میں معاملے اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف لوٹا دو۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ خدا اور اسکے رسولؐ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرو۔

وہ حکم یہ ہے کہ انسان حکومت وقت کو اس کی غلطی پر آگاہ کر دے۔ اگر وہ نہ مانے تو پھر اللہ تعالیٰ پر معاملہ چھوڑ دو۔ پھر اللہ تعالیٰ خود ہی جو چاہے گا اس سے کرے گا۔ ہاں دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں انصاف پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بغاوت سے بچنے اور حکومتِ وقت سے تعاون کے بارے میں کیا نصیحت فرمائی ہے۔ ایک روایت میں حضرت عبداللہؓ سے یہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرور تم لوگ میرے بعد ترجیحی سلوک دیکھو گے۔ پیشگوئی ہے، ترجیحی سلوک دیکھو گے اور ایسی باتیں جن کو تم اوپرا جانو گے، ایسی باتیں ہوں گی جو یقیناً اوپری ہوں گی جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہوں گی۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تو آپؐ ہمیں کیا کرنے کا حکم دیتے ہیں ایسے حالات میں؟ آپؐ نے فرمایا تم ان لوگوں کے حقوق انہیں ادا کرنا اور اللہ سے مانگنا جو تمہارے لیے ہے۔(صحیح بخاری کِتَابُ الۡفِتَنِ بَابُ قَوۡلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ سَتَرَوۡنَ بَعۡدِیۡ اُمُوۡرًا تُنۡکِرُوۡنَهَا حدیث نمبر 7052) ان کے حقوق ان کو دیتے جاؤ۔ ان سے بغاوت نہیں کرنی اور اللہ کے سامنے جھکو، اللہ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں سے تمہیں نجات دے یا ان کو عقل دے اور وہ انصاف کرنے والے ہوں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ’’وَالۡفِتۡنَةُ اَکۡبَرُ مِنَ الۡقَتۡلِ (البقرة: 218) ...... اور بغاوت کو پھیلانا یعنی امن کا خلل انداز ہونا قتل سے بڑھ کر ہے۔‘‘

(جنگ مقدس، روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 255)

فرماتے ہیں کہ ’’اگر حاکم ظالم ہو تو اس کو برا نہ کہتے پھرو۔‘‘ ظالم بھی ہو تو برا نہ کہتے پھرو’’ بلکہ اپنی حالت میں اصلاح کرو۔ خدا اس کو بدل دے گا یا اسی کو نیک کر دے گا۔ جو تکلیف آتی ہے وہ اپنی ہی بدعملیوں کے سبب آتی ہے۔ ورنہ مومن کے ساتھ خدا کا ستارہ ہوتا ہے، مومن کیلئے خدا تعالیٰ آپ سامان مہیا کر دیتا ہے۔

میری نصیحت یہی ہے کہ ہر طرح سے تم نیکی کا نمونہ بنو خدا کے حقوق بھی تلف نہ کرو اور بندوں کے حقوق بھی تلف نہ کرو۔‘‘

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 298، ایڈیشن 1984ء)

اپنا نمونہ بن جاؤ۔ باقی معاملات اللہ تعالیٰ پہ چھوڑو۔ اب یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہمارے اپنے نمونے ایسے ہیں یا ضد میں ہم اپنے آپ کو ہی صحیح سمجھتے ہیں۔

پھر ایک ہدایت آپؑ نے یہ فرمائی کہ نفسانی جوشوں سے ہمیشہ بچتے رہو کہ یہ انسان کو شیطان کے پنجے میں گرفتار کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے : اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (آل عمران: 135) یعنی وہ لوگ جو آسائش میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی اور غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔ اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اپنی انا اور غصہ پر قابو پانے کی نصیحت فرماتے ہوئے ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو حضرت ابو ہریرہؓ نے اسکی روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پچھاڑنے والا مضبوط نہیں ہے۔ کسی کو کُشتی میں گرانے والا، ہرانے والا مضبوط نہیں ہے۔ مضبوط وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھتا ہے۔ (صحیح بخاری کِتَابُ الۡأَدَبِ بَابُ الۡحَذَرِ مِنَ الۡغَضَبِ حدیث 6114)

پھر ایک روایت میں ہے (یہ بھی حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے) کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غصہ مت کیا کرو۔ اس نے کئی مرتبہ کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بار یہی فرمایا کہ غصہ مت کیا کرو۔ (صحیح بخاری کِتَابُ الۡأَدَبِ بَابُ الۡحَذَرِ مِنَ الۡغَضَبِ حدیث 6116) پس یہ بہت بڑی برائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نفسانی جوشوں سے مغلوب نہ ہونے کے بارے میں فرماتے ہیں: ’’وہ بات مانو جس پر عقل اور کانشنس کی گواہی ہے۔ اور خدا کی کتابیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں۔ خدا کو ایسے طور سے نہ مانو جس سے خدا کی کتابوں میں پھوٹ پڑ جائے۔ زنا نہ کرو۔ جھوٹ نہ بولو۔ اور بدنظری نہ کرو۔ اور ہر ایک فسق اور فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کی راہوں سے بچو۔ اور نفسانی جوشوں کے مغلوب مت ہو۔ پنج وقت نماز ادا کرو کہ انسانی فطرت پر پنج طور پر ہی انقلاب آتے ہیں اور اپنے نبی کریمؐ کے شکر گذار رہو، اُس پر درود بھیجو کیونکہ وہی ہے کہ جس نے تاریکی کے زمانہ کے بعد نئے سرے خدا شناسی کی راہ سکھلائی۔‘‘ (ضمیمہ تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 525)

پس یہ ہمارا لائحہ عمل ہے۔ اگر ہم اس کے مطابق عمل کر لیں تو جیسا کہ میں نے کہا ہم ایک عظیم انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔

ہر جو شرط بیعت ہے وہ اپنے اندر بے پناہ حکمتیں رکھے ہوئے ہے۔ ایک احمدی کو اپنے ایمان کو صیقل کرنے کیلئے ان پر غور کرتے رہنا چاہئے تبھی ہم بیعت کے حق ادا کرنے والے بن سکیں گے۔ جیسا کہ میں نے کہا وقت کی رعایت سے میں نے صرف ایک شرطِ بیعت کو اس وقت بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پہ عمل کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ پس جلسہ سالانہ میں شاملین چاہے وہ قادیان میں شامل ہونے والے ہیں یا افریقہ کے ممالک کے جہاں جلسے ہو رہے ہیں وہاں بیٹھے ہوئے جلسے سن رہے ہیں یا وہ سننے والے جو دنیا میں مختلف جگہوں پر بیٹھے ہیں اور ایم ٹی اے کے ذریعہ سے جلسہ سن رہے ہیں ہم سب کیلئے یہ ایک لائحہ عمل ہے۔

اسی طرح آج لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کو بنے ہوئے بھی سو سال ہو گئے ہیں لجنہ کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ جائزہ لیں کہ اس سو سال میں کس حد تک لجنہ نے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کی ہے اور بیعت کا حق ادا کرنے والا اپنے آپ کو بنایا اور کوشش کی اور کس حد تک اپنے بچوں اور اپنی نسل کو بیعت کا حق ادا کرنے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی سے جوڑنے والا اور ماننے والا بنایا ہے۔

اگر ہم نے اسکے مطابق اپنی نسلوں کی اٹھان کی ہے تو یقیناً لجنہ اماء اللہ کی ممبرات اللہ تعالیٰ کی شکر گزار بندیاں ہیں۔ پس یہ جائزے آج لینے کی ضرورت ہے اور جہاں کمیاں رہ گئی ہیں وہاں ایک عزم کے ساتھ عہد کریں کہ ہم نے لجنہ کی اگلی صدی میں اس عہد کے ساتھ قدم رکھنا ہے کہ ہم اپنی نسلوں کو عہد بیعت کا حق ادا کرنے والا بنائیں گی۔

اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اسی طرح ہر شامل جلسہ جو کسی بھی طرح جلسہ میں شامل ہے یہ عہد کرے کہ ہم نے پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنی ہے اور عہد بیعت کو اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ نبھانا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

قادیان میں جو جلسہ کی حاضری کچھ دیر پہلے آ گئی تھی اسکے مطابق وہاں تقریباً ساڑھے چودہ ہزار لوگ موجود ہیں اور سینتیس ممالک کی وہاں نمائندگی ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جیسا کہ میں نے کہا اس جلسہ سے فیض پانے کی بھی توفیق عطا فرمائے دنیا میں ہر جگہ جہاں لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جن ملکوں کے میں نے نام لیے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی جلسہ سے فیض پانے کی توفیق عطا فرمائے۔ دعا کر لیں اللہ تعالیٰ سب کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ (دعا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 12/اگست 2023)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’رشتہ ناطہ میں یہ دیکھنا چاہئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور کسی ایسی آفت میں مبتلا تو نہیں جو موجب فتنہ ہو اور یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام میں قوموں کا کچھ بھی لحاظ نہیں۔ صرف تقویٰ اور نیک بختی کا لحاظ ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 9، صفحہ 46، ایڈیشن 1984ء)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ماں باپ کے احسانوں کا ایک انسان بدلہ نہیں اتار سکتا لیکن دعا اور حسن سلوک ضروری ہے، اس سے کچھ حد تک آدمی اپنے فرائض کو ادا کر سکتا ہے اور اسی سے بخشش ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13/اکتوبر 2006ء)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا — اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا
HUSSAIN CONSTRUCTIONS & REAL ESTATE
(SINCE 1964) ﴿ہمارا عزم صاف ستھرا کاروبار﴾
قادیان دارالامان میں گھر، فلیٹس اور بلڈنگ کی عمدہ اور مناسب قیمت پر تعمیر کیلئے رابطہ کریں، اسی طرح قادیان دارالامان میں مناسب قیمت پر بنے بنائے نئے اور پرانے مکان/فلیٹس اور زمین کی خرید اور renovation کیلئے رابطہ کریں۔
(PROP: TAHIR AHMAD ASIF)
contact no. : 87279-41071, 83603-14884, 75298-44681
e mail : hussainconstructionsqadian@gmail.com
HUSSAIN CONSTRUCTIONS & REAL ESTATE

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے جو غیرت اور محبت اور عشق ہمارے دلوں میں ہونا چاہئے، اسکے مقابلے میں ہر دوسری چیز اور ہر دوسرا رشتہ اور ہر قسم کی غیرت جو بھی ہو اسکی کوئی حیثیت نہیں ہونی چاہئے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10/دسمبر 2004ء)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

میں آپ کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کے ساتھ ہمیشہ وفادار رہیں

ایم.ٹی.اے دیکھیں اور باقاعدگی سے میرے خطبات سنیں، ان کو سمجھنے کی کوشش کریں اور جن باتوں کی طرف مَیں راہنمائی کرتا ہوں ان کی پیروی کریں

ایتھنز، یونان کے چوتھے جلسہ سالانہ منعقدہ 30/اپریل 2023ء کے موقع پر سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز پیغام

مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت یونان اپنا چوتھا جلسہ سالانہ منعقد کر رہی ہے۔اللہ آپ کے جلسہ کو بہت کامیاب کرے اور وہ تمام لوگ جو اس واحد اور خاص مقصد کیلئے جمع ہوئے ہیں بے پایاں روحانی فیوض حاصل کریں۔اور اللہ کرے کہ آپ نیکی اور تقویٰ میں بڑھنے والے ہوں۔

یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ یہ جلسہ کوئی عام موقع یا تہوار نہیں ہے بلکہ نہایت ہی اہم اجتماع ہے جس کی بنیاد خود اللہ نے رکھی ہے۔یہ ایک نہایت ہی یکتا تقریب ہے جو ہمیں ایمان اور اسلام کے بارے میں علم حاصل کرنے، ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سچی تعلیمات اور قرآن کو سمجھنے کے قابل بناتی ہے جنکا احیاء اس زمانے کے مسیح موعودؑ نے کیا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:’’اس جلسہ کے اغراض میں سے سب سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا۔اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔‘‘

(اشتہار 27/دسمبر 1892ء مجموعہ اشتہارات، جلد 1، صفحہ 360، ایڈیشن 2019ء)

اس لیے آپ کو جلسہ کی تمام کارروائی سے مستفید ہونا چاہئے تا کہ آپ سیکھ سکیں کہ کیسے نیکی کے کاموں میں آگے بڑھتے ہوئے اللہ کا قرب کیسے حاصل کرنا ہے۔درحقیقت آپ کا واحد مقصد اللہ کی خوشنودی کا حصول ہونا چاہئے جو ہمارا خالق ہے۔

اللہ کے فضل سے آپ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کے ممبر ہونے کے لحاظ سے خوش قسمت ہیں۔اس لیے آپ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ آپ نے بیعت کی ہے۔اس لیے آپ کو بیعت کی تمام شرائط پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔بطور احمدی مسلمان آپ سے توقع کی جاتی ہے کہ آپ کے تمام کاموں میں ممتاز روّیہ نظر آئے۔خاص طور پر اللہ کی مخلوق کیلئے رحم، مروت اور خبر گیری۔آپ کو اچھائی، دیانتداری، سچائی، نیکی اور خاص طور پر تقویٰ کی اعلیٰ مثال قائم کرنی چاہئے کیونکہ اس جماعت کو اسلام کے احیاء اور انسانیت کی خدمت کے مقصد کیلئے اللہ نے خود بنایا ہے۔

میں آپ کو یہ بھی نصیحت کرتا ہوں خلافت احمدیہ کے ساتھ ہمیشہ وفادار رہیں۔ایم ٹی اے دیکھیں اور باقاعدگی سے میرے خطبات سنیں۔ان کو سمجھنے کی کوشش کریں اور جن باتوں کی طرف میں راہنمائی کرتا ہوں ان کی پیروی کریں۔

آج اسلام کی اشاعت اور دنیا میں امن صرف خلافت کے نظام پر عمل پیرا ہو کر ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ نظام خلافت کو سب سے زیادہ اہمیت دیں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ کی آنے والی نسلیں خلافت احمدیہ کی مبارک پناہ، راہنمائی اور حفاظت کے اندر رہیں۔

میں آپ کو یاد دلاتا چلوں کہ تبلیغ ہر احمدی مسلمان کا فرض ہے۔یونان کے لوگوں تک اسلام احمدیت کا پر امن پیغام پہنچانے کیلئے دانشمندانہ منصوبے اور مؤثر انداز میں تبلیغی پروگرام ترتیب دیں۔

آخر میں جلسہ میں شامل ہونے والوں کے حق میں حضرت مسیح موعودؑ کی ایک دعا کا ذکر کروں گا۔آپؑ نے یوں دعا فرمائی ہے:

’’میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کیلئے سفر اختیار کریں۔خدا تعالےٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے......اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا! یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔آمین ثم آمین‘‘ (اشتہار 7/دسمبر 1892ء)

اللہ کرے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی دل سے نکلی ہوئی دعائیں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہوں۔اللہ کرے آپ کا جلسہ بڑی کامیابی سے ہمکنار ہو۔اور آپ سب میں ایمان اور تقویٰ کا نفوذ ہو جو آپ کو بہترین احمدی مسلمان بنائے تا کہ آپ بہترین روحانی قوت اور طاقت کے ساتھ اسلام احمدیت اور انسانیت کی خدمت کر سکیں۔اللہ آپ سب پر رحم کرے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 26/ستمبر 2023ء)

اُذْکُرُوْا مَوْتَاکُمْ بِالْخَیْرِ

میری والدہ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ

(محمد رفیع، جماعت احمدیہ حیدر آباد صوبہ تلنگانہ)

میری والدہ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ بنت محترم محمد اسماعیل صاحب 1926ء کو جڑچرلہ (تلنگانہ) میں پیدا ہوئیں۔نانا محترم محمد اسماعیل صاحب کا ایک مخلص گھرانہ تھا۔اللہ تعالیٰ نے انہیں 6 لڑکوں اور 4 لڑکیوں سے نوازا تھا۔

والدہ صاحبہ کی شادی 1953ء میں محترم عبد الرحمن صاحب آف منگل چڑ ضلع محبوب نگر سے ہوئی۔ شادی کے بعد ملازمت کی تلاش میں محترم والد صاحب اپنے اہل وعیال کیساتھ وڈمان ضلع محبوب نگر منتقل ہو گئے۔وڈمان میں قیام کے دوران محترمہ والدہ صاحبہ نے یہاں کی ناصرات ولجنہ کی تعلیم وتربیت کا خیال رکھا اور روزانہ بچوں اور عورتوں کو قرآن مجید باترجمہ، نماز باترجمہ اور اردو سکھانے کیلئے کلاس بڑی پابندی سے لگایا کرتی تھیں ۔ چند سال وڈمان میں گزارنے کے بعد پھر والد صاحب کو معاشی پریشانی نے حیدرآباد کا رخ کرنے پر مجبور کیا۔شہر حیدرآباد آنے کے بعد شہر کے مختلف علاقوں میں کرایہ کے مکان میں رہائش اختیار کرتے ہوئے ملازمت کی۔اس دوران والدین نے یہاں بڑی تنگدستی کے دن گزارے جیسے جیسے دن گذرتے گئے افراد خانہ میں بھی اضافہ ہوتا گیا کوئی مستقل آمدنی نہ تھی ان حالات میں جو کہ سخت تنگی کے تھے محترمہ والدہ صاحبہ کا صبر واستقلال نہایت قابل دید تھا۔مشکل حالات میں بھی اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت کا پورا خیال رکھا نظام جماعت سے منسلک رہنے کی تلقین کیا کرتی تھیں ۔ 1983ء تا 2000ء تک حلقہ بشارت نگر کالا پتھر میں تعلیم وتربیت کی کلاسس لینے پابندی سے جایا کرتیں تھیں، نیز اس حلقہ کی بچیوں کے رشتوں کے معاملے میں بھی بہت کوششیں کیا کرتی تھیں۔مختلف علاقوں کے کرایہ کے مکانوں میں دن گذرتے گئے اس دوران والد صاحب نے گاؤں میں اپنی ایک زمین فروخت کر کے فلک نما میں ایک پلاٹ خریدا اور اپنی استطاعت کے مطابق ایک مختصر سا مکان رہائش کیلئے تعمیر کروایا اور فلک نما میں ہمارا خاندان مستقل مقیم پذیر ہوا۔الحمدللہ علی ذالک۔ یہاں پر کثیر تعداد میں احمدی آباد تھے موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے والدہ صاحبہ نے یہاں کی لجنہ وناصرات کی بھی تعلیم وتربیت میں حصہ لیا۔محترمہ فرحت الہ دین صاحبہ اہلیہ محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب فلک نما حلقہ کی صدر تھیں۔محترمہ والدہ صاحبہ کی کارکردگی سے بہت خوش تھیں۔والدہ صاحبہ بڑی مہمانواز تھیں۔ان کے اس وصف کو دیکھتے ہوئے اس وقت کی صدر لجنہ محترمہ اعظم النساء بیگم صاحبہ اہلیہ محترم سیٹھ محمد بشیر الدین صاحب مرحوم نے انہیں سیکرٹری ضیافت کے عہدہ سے نوازتے ہوئے عاملہ کی ممبر بنایا۔آپ نے اپنی اس ذمہ داری کو بڑے احسن رنگ میں ادا کیا اور ہر اجلاسات، اجتماعات کے موقعہ پر بڑی محنت سے اس فریضہ کو ادا کرتیں۔محترمہ والدہ صاحبہ خاندان میں چنو خالہ کے نام سے مشہور تھیں۔حضرت میاں صاحب (صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب) بھی والدہ صاحبہ کو چنو خالہ کے نام سے یاد کیا کرتے تھے اور آپ کے مزیدار کھانوں سے میاں صاحب بہت لطف اندوز ہوتے تھے۔

1997ء میں محترم والد صاحب کی وفات پر آپ نے صبر وہمت سے اس صدمہ کو برداشت کیا۔والدہ صاحبہ کو اپنی ضعیف العمری میں ایک اور گہرا صدمہ اپنے بڑے فرزند محمد عبد الباسط مرحوم کی وفات سے ہوا جن کی وفات 2021ء میں ہوئی۔اس وقت بھی آپ نے صبر وتحمل اور دعا سے کام لیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سارے فضلوں سے نوازا۔اب آپ کے سارے لڑکے صاحب استطاعت ہیں اور لڑکیاں بھی اپنے اپنے گھروں میں خوش ہیں اور جماعتی خدمات میں پیش پیش ہیں، آپ کا ایک پوتا عزیزم اسامہ رحمان ابن محمد عبد الرفیع جامعہ احمدیہ قادیان کے آخری سال میں زیر تعلیم ہے۔اس پوتے کو دیکھ کر بہت خوش ہوتیں اور اسے ’’مولوی صاحب‘‘ کہہ کر بلاتی تھیں۔آپ کے مطالعہ کا دائرہ کافی وسیع تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور خاص طور پر اخبار بدر کو پڑھنے کیلئے اپنے بچوں کو تاکید کیا کرتی تھیں۔

محترمہ والدہ صاحبہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور تہجد گزار تھیں۔مختصر سی علالت کے بعد بعمر 94 سال مورخہ 21/ستمبر 2023ء بروز جمعرات شام پونے چار بجے اپنے مولائے حقیقی سے جاملیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے اپنے پیچھے ایک بڑا خاندان چھوڑا ہے۔چار لڑکے اور چار لڑکیاں صاحب اولاد در اولاد ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔اللہ تعالیٰ محترمہ والدہ صاحبہ کی مغفرت فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آمین

چونکہ والدہ صاحبہ موصیہ تھیں بہشتی مقبرہ قادیان میں بتاریخ 23/ستمبر 2023ء بروز ہفتہ محترم محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے بعد نماز عصر جنازہ پڑھائی بعدہ تدفین عمل میں آئی۔

......☆......☆......☆......

جب کبھی بھی آپ پریشان ہوں یا غمگین ہوں تو اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ جس کا مطلب ہے کہ دل کے اطمینان اور سکون کیلئے تمہیں اللہ کو یاد کرنا چاہئے

اسلام میں جہاں عورتوں کو حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی کرو اور اپنے چہروں کو چھپاؤ، وہاں مردوں کو بھی حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی کرو اور عورتوں کو نہ دیکھا کرو

نو مبائعین کو سب سے پہلے سورۃ الفاتحہ کے الفاظ سیکھنے چاہئیں، سورۃ الفاتحہ کو عربی میں سیکھنے کی کوشش کریں اور پھر اسکا ترجمہ بھی سیکھیں

پھر آپ کو پانچ وقت نماز باجماعت ادا کرنی چاہئے، اسکے علاوہ آپ نوافل ادا کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپ کو مضبوط ایمان سے نوازے

کبھی کوئی نماز نہ چھوڑیں، پانچ وقت نماز ادا کرنا فرض ہے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نو مبائعین جماعت احمدیہ برطانیہ کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 12رفروری 2022ء کو برطانیہ میں رہائش پذیر نو مبائعین سے آن لائن ملاقات فرمائی۔ حضور انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ 65 سے زائد نو مبائعین خواتین و حضرات نے بیت الفتوح لندن سے شرکت کی۔

اس ملاقات کے دوران کچھ نو مبائعین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کرنے اور جماعت میں شامل ہونے کے واقعات بیان کیے۔ ایک نو مبائع نے بتایا کہ میرا نام زبیر ظفر ہے اور میں بیالیس سال کا ہوں۔ شادی شدہ ہوں اور میرے تین بچے ہیں۔ نوجوانی کے ایام میں مجھے مذہب اسلام سے بہت محبت تھی۔ میں یہ بات ہمیشہ جانتا تھا کہ اسلام سچا مذہب ہے۔ مگر افسوس کہ ان نوجوانی کے سالوں میں میری سوچ بہت متذبذب تھی۔ سنّی مسلمانوں کے درمیان انتشار کو دیکھ کر مجھے بہت دکھ ہوتا تھا۔ میں ہمیشہ یہ سوچتا تھا کہ یہ کیسے ممکن ہوگا کہ امت مسلمہ دوبارہ اکٹھی ہو جائے۔ ان ایام میں نہ ہی میں کسی احمدی کو جانتا تھا اور نہ کبھی احمدیت کے بارے میں سوائے ان عمومی اعتراضات کے جو جماعت پر کیے جاتے ہیں، کچھ سنا تھا۔ جو کچھ میں نے احمدیت کے بارے میں سنا اور جس طرح سے میرے سامنے یہ باتیں پیش کی گئیں اس سے مجھے یہ لگتا تھا کہ احمدیت سچی نہیں ہے۔ مجھے ہمیشہ مباحثہ میں حضرت عیسیٰ کا، صلیب کا واقعہ پریشان کر دیتا تھا۔ مجھے محسوس ہوتا تھا کہ یہ ایک ایسی بات ہے کہ جس میں عیسائیوں کو مسلمانوں پر برتری حاصل ہے۔ یہ بات مجھے بہت پریشان کرتی تھی کہ مسلمانوں کے عقائد اس حوالہ سے ایک دوسرے سے بہت مختلف تھے اور ان کے دلائل کی بنیاد کسی تاریخی حوالے پر نہیں تھی۔ جب میں نے ان تمام سوالات کا جواب تلاش کرنا شروع کیا تو میں نے مطالعہ کرنا شروع کیا اور اسی تلاش میں مجھے الاسلام ویب سائٹ پر ایک مضمون ملا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کشمیر کے گمشدہ قبائل کے متعلق تھا۔ اس وقت مجھے یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ میں ایک احمدیہ ویب سائٹ پر ہوں۔ اس مضمون نے میری آنکھیں کھول دیں اور مجھے مزید علم حاصل کرنے کا تجسس پیدا ہوا۔ اس میں کتاب 'مسیح ہندوستان میں' کا لنک تھا۔ میں نے یہ کتاب کھولی اور اس کو پڑھنا شروع کر دیا بغیر اس بات کو دیکھے کہ کتاب کے مصنف کون ہیں۔ سبحان اللہ! اس کتاب کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔ مجھے ایسا لگا کہ میرے تمام سوالات کے جوابات مجھے مل رہے ہیں۔ جب میں اس کتاب کے آخر پر پہنچا اور دیکھا کہ مصنف کون ہیں اور ان کا کیا دعویٰ ہے تو میں بہت پریشان ہوا۔ لیکن میں اس کتاب کے اثر کو نہیں بھول سکتا تھا جو میں نے اس میں پڑھا تھا۔ اس کتاب نے مجھے میرے بہت سے ایسے سوالوں کا جواب دیا جنہوں نے مجھے ایک لمبے عرصہ سے پریشان کیا ہوا تھا۔ اس کتاب سے مجھے اس بات کا بھی پتہ چلا کہ کسر صلیب کے حقیقی معنی کیا ہیں۔ جو کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مسیح موعود کا کام تھا۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کو مسلسل پڑھتا رہا اور مجھے آپؑ کی تحریرات سے محبت ہو گئی اور مجھے آپؑ کے دعاوی کے بارے میں یقین ہو گیا۔ اس عرصہ کے دوران میں نے یہ بھی دیکھا کہ جب بھی میرے ذہن میں کوئی سوال آتا تو آپؑ کی تحریرات میں مجھے اس کا جامع جواب مل جاتا۔ میں نے اس وبا میں ایک پورا سال پڑھنے اور دعا کرنے میں لگایا ہے۔ اب اگر میں ایک نظر دوڑاؤں تو میں یہ بات بڑی آسانی سے کہہ سکتا ہوں کہ میں سچائی کو فوراً پہچان گیا تھا۔ لیکن میں سچائی کو قبول کرنے میں خود ہی تاخیر کر رہا تھا۔ میں بہت شکرگزار ہوں کہ میں اس جماعت میں شامل ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: جزاک اللہ، ماشاء اللہ۔ بہت ایمان افروز ہے۔

ایک نو مبائعہ نے بتایا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو امام مہدی ماننے سے قبل مجھے تین خوابیں آئی تھیں جن میں یہ اشارہ تھا کہ احمدیت سچی ہے۔ میں نے اپنے اردگرد لوگوں سے، اپنے دوستوں سے جو کہ غیر احمدی ہیں، جماعت کے بارے میں پوچھنا شروع کیا کیونکہ میں بہت متذبذب تھی، گو کہ مجھے خوابیں بھی آئی تھیں۔ مجھے لگا کہ میں سچائی کو قبول نہ کر کے نادانی کر رہی ہوں۔ میرے دوستوں نے مجھے کہا کہ احمدیت کے بارے میں نہ پڑھو کیونکہ وہ تم پر جادو کر دیں گے۔ اس بات نے مجھے کبھی نہیں روکا بلکہ مجھے اَور دلچسپی پیدا ہوئی۔ اور میں نے الاسلام کی ویب سائٹ پر جا کر اور کتابیں پڑھنا شروع کر دیں۔ اور ساتھ روزانہ تہجد کیلئے اٹھنے لگی۔ میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میری ہدایت فرمائے اور کوئی نشان دکھائے۔ اور اس موقع پر مجھے ایک تیسری خواب آئی۔ اس خواب میں مَیں نے دیکھا کہ میں نے آپ کا ہاتھ پکڑا ہوا ہے۔ اور میں بیعت کر رہی ہوں اور میں نے لڑکیوں کی ایک قطار دیکھی جنہوں نے کالے رنگ کے حجاب پہنے ہوئے تھے۔ وہ سب آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہی تھیں اور مجھے یقین ہو گیا کہ احمدیت سچی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ماشاء اللہ۔

ایک دوست نے ذاتی مشکلات میں صبر اور حوصلہ پیدا کرنے کے حوالہ سے راہنمائی طلب کی۔

حضور انور نے فرمایا کہ جب کبھی بھی آپ پریشان ہوں یا غمگین ہوں تو اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ اگر کبھی نماز کا وقت نہ بھی ہو تو نوافل میں اللہ کے سامنے روئیں کہ وہ آپ کو اس کیفیت سے باہر نکالے اور آپ کے دل کو سکون اور راحت عطا فرمائے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ جسکا مطلب ہے کہ دل کے اطمینان اور سکون کیلئے تمہیں اللہ کو یاد کرنا چاہئے۔ تو اب یہی واحد حل ہے اور ساتھ ساتھ آپ کو ایسے دوست بھی بنانے چاہئیں جو آپ کیلئے مددگار ہوں۔

ایک نو مبائعہ نے سوال کیا کہ عورتوں کیلئے پردے کے احکامات اسلام میں موجود ہیں لیکن اس حوالے سے مردوں کیلئے کیا حکم ہے؟ اور ہم اسے غیر مسلم پر کس طرح سے واضح کر سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ دیکھیں جہاں عورتوں کو حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی کرو اور اپنے چہروں کو چھپاؤ اس سے پہلے مردوں کو حکم ہے، اس سے پہلی آیت میں کہ اپنی نظریں نیچی کرو اور عورتوں کو پٹر پٹر نہ دیکھا کرو۔ جو مرد کی فطرت ہے وہ ایسی ہے اور اس لیے اللہ تعالیٰ نے پہلے حکم دیا مرد کو کہ عورتوں کو نہ دیکھو، نظریں نیچی رکھو۔ اور ایک حقیقی اسلامی معاشرے میں یہ ہوتا ہے۔ جب اخلاق بگڑ جائیں، جب دینی قدریں نہ ہوں، جب انسان دین سے دور ہو جائے، دنیا دار بن جائے تو پھر صرف دنیاوی چیزیں، دنیاوی خواہشات رہ جاتی ہیں تو اس لیے اسلام عورت کو تو بچانے کیلئے کہتا ہے کہ مرد کی جو فطرت ہے اس نے تو باز نہیں آنا باوجود اسکے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ نظریں نیچی کرو اور عورتوں کو نہ دیکھو۔ اس کے باوجود اس نے ایسی حرکتیں کرنی ہیں۔ اس لیے قرآن شریف میں بھی لکھا ہے کہ مردوں سے بات کرتے ہوئے تمہارے لہجے میں ذرا تھوڑی سی سختی ہونی چاہئے تا کہ کوئی تمہاری نرم آواز سے غلط مطلب نہ لے لے۔ تو یہ جو انسانی فطرت بنائی ہوئی ہے اس کے تقاضے کے تحت احکامات ہیں اور عورت کو پروٹیکشن دینے کیلئے پردے کا حکم ہے نہ کہ عورت پہ ظلم کرنے کیلئے۔ اس لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلے اگر تم مردوں کی اصلاح کر لو اور ضمانت دے دو کہ مردوں کی اصلاح ہو گئی ہے تو پھر میں تمہیں کہوں گا کہ ہاں عورتوں کے پردے میں بھی relaxation ہونی چاہئے لیکن مرد کی چونکہ اصلاح نہیں ہوتی، جب آدم کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کا مقام دیا اس وقت شیطان نے جب انکار کیا، ابلیس نے جب انکار کیا اور پھر یہ کہا اللہ تعالیٰ کو مجھے مہلت دے کہ میں پیچھے چلانے کی کوشش کروں۔ اللہ نے کہا ٹھیک ہے میں تمہیں مہلت دیتا ہوں اور جو لوگ میرے صحیح بندے ہیں، جو حقیقی بندے ہیں، جو میرے حکموں پر چلنے والے ہیں وہ تمہارے پیچھے نہیں چلیں گے لیکن پھر بھی شیطان نے یہی چیلنج دیا تھا کہ اکثریت میرے پیچھے ہی چلے گی اور یہی ہم دیکھ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ اکثریت تمہارے پیچھے نہیں چلے گی بلکہ یہی ہم دیکھتے ہیں کہ اکثریت شیطانوں کے پیچھے ہی چلتی ہے۔ شیطانی خیالات ہی رکھتے ہیں۔ نیک لوگ کم ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والے کم ہوتے ہیں۔ اس لیے جو مومن عورتیں ہیں ان کو یہی حکم ہے کہ تمہیں خود ہی اپنے آپ کو بچانا چاہئے اس لیے بہتر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے مردوں سے ایک فاصلہ رکھو اور کھلے طور پر ظاہر نہ ہو، کھلے طور پر merge نہ ہو اور جب بات کرو تو تب بھی ایسے لہجے میں بات کرو کہ کوئی تمہاری بات سے غلط میسج نہ لے لے۔ تو نیکی کرنے کے اور پردہ کرنے کے حکم تو دونوں کو ہیں۔

شاملین میں سے ایک نو مبائعہ نے سوال کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ ہزار سال کا ہے۔ ایک سو سال گزر گئے ہیں نو سو سال رہتے ہیں تو اس کے بعد definitely قیامت آئے گی؟

حضور انور نے فرمایا کہ ہاں۔ سارے سال اگر ملاؤ تو یہی ہے کہ اس کے بعد قیامت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ بھی وعدہ ہے کہ تمہارے سے جو میں نے پیشگوئیاں کی ہوئی ہیں جو تمہارے سے وعدے کیے ہوئے ہیں وہ پورے کروں گا، وہ پورے ہوں گے ان شاء اللہ تعالیٰ اور اس کو دنیا دیکھے گی۔ ابھی تو ان میں سے بہت سارے وعدے پورے ہونے باقی ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 12؍دسمبر 2023ء بروز منگل 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم محمد رفیق قریشی صاحب (Hayes، یو.کے)

7؍دسمبر 2023ء کو 93 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم محمد شفیع قریشی صاحب مرحوم (آف الکیمسٹ گول بازار ربوہ) کے بیٹے تھے۔ آپ کے والد نے 12 سال کی عمر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دور میں احمدیت قبول کی۔ مرحوم 1958ء میں تعلیم کی غرض سے یوکے آئے۔ آپ ساؤتھ ہال، گرین فورڈ اور ہیز کی جماعتوں میں بڑے سرگرم رکن رہے۔ چندوں میں باقاعدہ اور جماعت کی خدمت میں پیش پیش رہتے تھے۔ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار اور خلافت سے والہانہ تعلق رکھنے والے ایک مخلص اور نیک انسان تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم سہیل قریشی صاحب ریجنل امیر مڈل سیکس اور دوسرے بیٹے مکرم فیاض احمد قریشی صاحب مقامی سطح پر زعیم انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ امۃ الوکیل فاروقی صاحبہ (ربوہ)

6؍اکتوبر 2023ء کو 110 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی ربوہ میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ جے پور راجستھان سے قیام پاکستان کے بعد لاہور منتقل ہوئیں جہاں آپ نے پہلے مڈل کیا اور پھر سلائی کے ایک سکول میں داخلہ لیا اور کام میں اعلیٰ مہارت حاصل کی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تحریک پر مرحومہ کی دوسری شادی حضرت حکیم دین محمد صاحب احمدی رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہوئی۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، خوش اخلاق، سادہ مزاج، قناعت پسند، سلیقہ شعار، مہمان نواز، باہمت اور خدمت خلق کا خاص جذبہ رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر گھر آئے مہمانوں کیلئے بہت اہتمام کے ساتھ خاص کھانے تیار کرتی تھیں۔ انہیں فکر ہوتی تھی کہ اپنے چندہ جات اول وقت میں ادا کریں۔ ایک مرتبہ جلسہ سالانہ پر نان بائیوں نے ہڑتال کر دی تو آپ بڑا توا لے کر لنگر خانہ چلی گئیں اور روٹیاں لگوائیں۔ پسماندگان میں حضرت حکیم صاحب سے ایک بیٹی اور ایک بیٹا ہیں۔ آپ نے دونوں شوہروں کے 6 سوتیلے بچوں کے ساتھ بھی اپنے بچوں جیسا بہت محبت شفقت اور پیار کا تعلق رکھا۔ آپ مکرم شیخ مسعود احمد صاحب مربی سلسلہ اصلاح وارشاد مرکزیہ کی پڑنانی تھیں۔

(2) مکرم ارشاد الٰہی بھٹی صاحب

ابن مکرم کرم الٰہی بھٹی صاحب (ربوہ)

3؍ستمبر 2023ء کو 79 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، ملنسار، دعا گو، ایک مخلص اور نیک انسان تھے۔ بیماری کا بڑی ہمت سے مقابلہ کیا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(3) مکرمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری عطاء محمد صاحب (آف کنری پاک سندھ، ربوہ)

7؍اگست 2023ء کو 79 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد مکرم غلام محمد صاحب (واقف زندگی) تھے جن کو سندھ کی اسٹیٹس میں خدمت کی توفیق ملی۔ مرحومہ 25 سال تک مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پاتی رہیں۔ بے شمار بچوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ چندوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ بہت خیرات کرنے والی غریب پرور خاتون تھیں۔ توکل علی اللہ بہت زیادہ تھا اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتی تھیں۔ خلافت سے بے پناہ لگاؤ اور محبت تھی۔ خطبات بڑے اہتمام سے سنتی تھیں۔ سب سے بہت نرمی سے پیش آتیں اور بڑی مہمان نواز خاتون تھیں۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 3 بیٹیاں اور 2 بیٹے شامل ہیں۔ تمام بچے شادی شدہ ہیں۔ آپ طاہر احمد منیب صاحب (مربی سلسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ ربوہ) کی والدہ اور مکرم عنایت اللہ زاہد صاحب ریٹائرڈ مربی سلسلہ (حال مقیم یوکے) کی ساس تھیں۔

(5) مکرمہ ملیحہ قادر صاحبہ

بنت مکرم مرزا غلام قادر صاحب (ربوہ)

4؍نومبر 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ بچپن سے ہی پنجوقتہ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، تہجد گزار ایک مخلص اور نیک خاتون تھیں۔ خدا تعالیٰ، رسول کریم ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلافت احمدیہ سے سچا عشق اور پیار تھا۔ مرحومہ نے اپنے حلقہ میں لمبا عرصہ ناصرات کی سیکرٹری کے طور پر بڑی محنت، اخلاص اور توجہ کے ساتھ خدمت کی توفیق پائی۔ وفات سے ایک سال قبل لجنہ اماء اللہ مرکزیہ میں بطور معاونہ بھی خدمت بجالاتی رہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ دو بھائی شامل ہیں۔

(5) مکرم عزیز الرحمٰن صاحب

ابن مکرم عبد الرحمٰن صاحب (بستی شکرانی ضلع بہاولپور)

25؍اپریل 2023ء کو 46 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم سادہ طبیعت کے مالک، نرم مزاج اور ہر ایک سے اچھا تعلق رکھنے والے ایک مخلص انسان تھے۔ ان کی جماعت میں باقاعدہ مربی یا معلم سلسلہ نہ تھے، مرحوم خود نمازوں کی باجماعت ادائیگی کرواتے اور نماز جمعہ بھی پڑھاتے تھے۔ خلافت سے گہرا لگاؤ تھا۔ کامیاب داعی الی اللہ بھی تھے۔ واقفین کا احترام کرتے تھے اور ان کے ساتھ شفقت سے پیش آتے۔ آپ کے پاس مختلف جماعتی عہدے بھی رہے جن پر بڑی لگن اور اخلاص کے ساتھ کام کرتے رہے۔ آپ کی اہلیہ وفات پا چکی ہیں اور ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ اہلیہ کی بھانجی کو گود لیا ہوا تھا۔ پسماندگان میں 75 سالہ والدہ شامل ہیں۔

(6) مکرمہ جمیلہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری برکت اللہ برکات صاحب مرحوم (لاہور)

23؍اگست 2023ء کو 69 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت میاں نظام الدین صاحب رضی اللہ عنہ (المعروف پیالے والے) کی پوتی تھیں۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند اور تہجد گزار خاتون تھیں۔ خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت لگاؤ تھا۔ بچوں کو قرآن پڑھاتی رہیں اور تبلیغ کا بھی شوق تھا۔ جہاں بھی رہیں خواتین میں ہر دل عزیز رہیں۔ واقفین کی بہت عزت اور احترام کرتی تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم محمد افضل متین صاحب آجکل چھور کوٹلی ضلع ننکانہ میں معلم وقف جدید کے طور پر خدمت کر رہے ہیں۔

(7) مکرم سید عابد احمد صاحب

ابن مکرم سید نظام الدین جمیل احمد صاحب

(موتی ہاری ضلع ایسٹ چمپارن صوبہ بہار، انڈیا)

5؍جون 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم پیدائشی احمدی تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور جماعتی اجلاسات میں باقاعدہ شامل ہونے والے ایک ہر دلعزیز انسان تھے۔ پسماندگان میں دو بیویوں کے علاوہ ایک بیٹا اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔

(8) مکرمہ عذرا خاتون صاحبہ

اہلیہ مکرم شاہ محمد تسنیم احمد صاحب مرحوم

(آرہ بھوجپور صوبہ بہار، انڈیا)

25؍اگست 2023ء کو 87 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ نمازوں کی پابند، منکسر المزاج، غریب پرور، ایک نیک اور دعا گو خاتون تھیں۔ کئی غریب بچیوں کی اپنے گھر میں پرورش کی اور ان کی شادیاں بھی کروائیں۔ چار سال بطور صدر لجنہ صوبہ بہار خدمت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔ ☆☆

السلام نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی جب عیسائیت پھیلی تھی اس کو تین سو سال سے زائد عرصہ لگا تھا لیکن آپ نے فرمایا کہ تین سو سال نہیں گزریں گے کہ اس سے پہلے تم دیکھو لوگے کہ اسلام احمدیت کی اکثریت دنیا میں قائم ہوگئی ہے تو اسکے بعد ساری باتیں ہونی ہیں۔ ابھی تو بہت ساری پیشگوئیاں پوری ہونے والی ہیں، بہت ساری باتیں ہونے والی ہیں اس لیے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشن تھا وہ پورا ہو گیا۔ ابھی مشن پورا ہونا ہے اور جب تک یہ پورا نہیں ہوتا اس وقت تک ان شاء اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کی ترقی ہے اور اس نے دنیا پہ غلبہ پانا ہے اور پھر اسلام احمدیت کا غلبہ ہونا ہے اسکے بعد پھر قیامت کے نظارے آنے ہیں جو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اس وقت پھر برائیاں زیادہ پھیل جائیں گی۔ وہ تو ایک بہت آگے کی بات ہے، ہمارے زمانے سے اس کا کوئی تعلق نہیں اس کی فکر نہ کرو۔

شاملین میں سے ایک نے سوال کیا کہ احمدی مسلمانوں اور غیر احمدی مسلمانوں میں کیا فرق ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ احمدیت کے لٹریچر کا مطالعہ کریں خاص طور پر 'Invitation to Ahmadiyyat' پڑھیں، جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تصنیف ہے۔ حضور انور نے مزید وضاحت فرمائی کہ جیسا کہ دیگر مسلمان حضرت مسیح موعودؑ اور امام مہدی کے انتظار میں ہیں، احمدی مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب بطور مسیح موعود اور امام مہدی تشریف لا چکے ہیں۔

آپؑ کے آنے کی نشانیوں کے متعلق تفصیل سے آگاہ فرماتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق گرہن ہوئے جو مہدی کے نشان کے طور پر بیان کیے گئے تھے۔ حضور انور نے مزید فرمایا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی زندگی میں پیشگوئیوں کے عین مطابق یہ گرہن 1894ء اور 1895ء میں ظاہر ہوئے۔

دیگر نشانات کے متعلق حضور انور نے فرمایا کہ چند دیگر نشانات بھی ہیں کہ ایسے ذرائع نقل وحمل جو آنحضرت ﷺ کے وقت میں استعمال ہوتے تھے، انہیں ترک کر دیا جائے گا۔ آج کے دور میں لوگ اونٹ اور گھوڑے اس مقصد کیلئے استعمال نہیں کرتے۔ اس کی بجائے گاڑیوں، ٹرینوں، جہازوں اور بحری جہازوں پر سفر کیے جاتے ہیں، بنیادی بات یہ ہے کہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ دنیا کے آخری دنوں میں جس وجود نے تجدید کیلئے آنا تھا تا کہ مسلمانوں کے ایمان کو مضبوط کرے اور ان کی تجدید کرے وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے وجود میں آچکا ہے لیکن غیر احمدی آپ کو قبول نہیں کرتے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ پیشگوئی جس زمانہ کے متعلق تھی یعنی 14 ویں صدی میں، وہ گزر چکا ہے۔ اور اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے دعویٰ بھی کیا اور پیشگوئیاں بھی من وعن پوری ہوئیں۔

ایک اور نو مبائع نے سوال کیا کہ نو مبائعین کیلئے کیا ہدایت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے قریبی تعلق کیسے پیدا کر سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ انہیں سب سے پہلے سورۃ الفاتحہ کے الفاظ سیکھنے چاہئیں، جو قرآن کریم کی پہلی سورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سورۃ الفاتحہ کو عربی میں سیکھنے کی کوشش کریں اور پھر اس کا ترجمہ بھی سیکھیں۔ پھر آپ کو پانچ وقت نماز ادا کرنی چاہئے اور اگر ممکن ہو سکے تو باجماعت نماز ادا کریں۔ اسکے علاوہ آپ نوافل ادا کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپ کو مضبوط ایمان سے نوازے۔ اس حوالہ سے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ کبھی کوئی نماز نہ چھوڑیں۔ اس بات کا خیال رکھیں کہ پانچ وقت نماز ادا کرنا فرض ہے۔ نہایت باقاعدگی سے نمازیں ادا کریں اور سجدوں کے دوران رو رو کر اللہ سے مدد مانگیں۔ پھر چند ماہ میں آپ اپنے اندر ایک تبدیلی محسوس کریں گے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 8؍مارچ 2022)

غزوہ احد میں پیش آنے والے واقعات کا دلنشین تذکرہ

اور حضرت عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا ایمان افروز بیان

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 29 ستمبر 2023 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضرت عمیرؓ نے اسلام قبول کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمیرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہؐ! مَیں ہر وقت اللہ کے نور کو بجھانے کی کوشش میں لگا رہتا تھا اور جو لوگ اللہ کے دین کو قبول کر چکے تھے ان کو زبردست تکلیفیں پہنچایا کرتا تھا۔ پس اب مَیں پسند کرتا ہوں کہ آپؐ مجھے مکہ جانے کی اجازت دیں تا کہ وہاں مکے والوں کو اللہ کی طرف بلاؤں اور اسلام کی دعوت دوں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرما دے ورنہ پھر مَیں ان لوگوں کو ان کی بت پرستی کی بنا پر اسی طرح تکلیفیں پہنچاؤں گا جیسے مَیں اسلام کی وجہ سے آپؐ کے صحابہؓ کو تکلیفیں پہنچاتا رہا ہوں۔

سوال جب صفوان کو حضرت عمیرؓ کے قبول اسلام کے متعلق معلوم ہوا تو آپ نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب صفوان کو اطلاع ملی کہ حضرت عمیرؓ نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ صفوان نے حلف اٹھایا کہ کبھی اس سے بات نہیں کروں گا اور کبھی اسکو کوئی نفع نہیں پہنچاؤں گا۔

سوال عبداللہ بن ابی بن سلول کے اسلام لانے کے متعلق علامہ ابن کثیر نے کیا بیان کیا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: علامہ ابن کثیر سورہ بقرہ کی آیت نو دس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جب غزوۂ بدر کا واقعہ پیش آیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے کلمے کو غالب کیا اور اسلام اور اہل اسلام کو عزت دی تو عبداللہ بن ابی بن سلول جو مدینے کا رئیس اور بنوخزرج میں سے تھا اور زمانہ جاہلیت میں ان دونوں قبائل یعنی اوس اور خزرج کا سردار تھا ان لوگوں نے ارادہ کر لیا تھا کہ وہ ان پر حکومت کرے گا۔ یعنی عبداللہ بن ابی کو اپنا سردار بنا رہے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ اسکی قوم تاج بنوا کر اسے بادشاہ بنانے کی تیاریوں میں مصروف تھی۔ اسی دوران بھلائی آ پہنچی یعنی اسلام کا پیغام پہنچ گیا اور لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور اسے بھول گئے۔ اس وجہ سے اسلام اور اہل اسلام اسکے دل میں کھٹکنے لگے۔ جب بدر کا واقعہ ہوا تو وہ کہنے لگا یہ امر تو اب غالب آتا جا رہا ہے۔ پہلے تو اس کا خیال تھا کہ تھوڑے سے لوگ ہیں جب بدر کی جنگ جیتی گئی تو اس سے اس کو فکر پیدا ہوئی چنانچہ اس نے بظاہر اسلام قبول کیا اور اسکے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسکے پیروکاروں کی ایک جماعت نے بھی اسلام قبول کر لیا اور بعض اہلِ کتاب بھی ان کے ساتھ تھے۔

سوال حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے عبداللہ بن ابی ابن سلول کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں: ابھی تک مدینہ میں قبائل اوس اور خزرج کے بہت سے لوگ شرک پر قائم تھے۔ بدر کی فتح نے ان لوگوں میں ایک حرکت پیدا کر دی اور ان میں سے بہت سے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظیم الشان اور خارق عادت فتح کو دیکھ کر اسلام کی حقانیت کے قائل ہو گئے اور اسکے بعد مدینہ سے بت پرست عنصر بڑی سرعت کے ساتھ کم ہونا شروع ہو گیا مگر بعض ایسے بھی تھے جن کے دلوں میں اسلام کی اس فتح نے بغض وحسد کی چنگاری روشن کر دی اور انہوں نے برملا مخالفت کو خلافِ مصلحت سمجھتے ہوئے بظاہر تو اسلام قبول کر لیا لیکن اندر ہی اندر اسکے استیصال کے درپے ہو ہو کر منافقین کے گروہ میں شامل ہو گئے۔ ان مؤخر الذکر لوگوں میں زیادہ ممتاز عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا جو قبیلہ خزرج کا ایک نہایت نامور رئیس تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں تشریف لانے کے نتیجہ میں اپنی سرداری کے چھینے جانے کا صدمہ اٹھا چکا تھا۔ یہ شخص بدر کے بعد بظاہر مسلمان ہو گیا لیکن اسکا دل اسلام کے خلاف بغض وعداوت سے لبریز تھا اور اہلِ نفاق کا سردار بن کر اس نے مخفی مخفی اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ریشہ دوانی کا سلسلہ شروع کر دیا۔ چنانچہ بعد کے واقعات سے پتہ لگے گا کہ کس طرح یہ شخص بعض اوقات اسلام کیلئے نہایت نازک حالت پیدا کر دینے کا باعث بنا۔

سوال عمیر بن وہب جب اپنی ناکامی کا بدلہ لینے مدینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کیلئے آیا تو کیا ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عمیر بن وہب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قتل کیلئے مسجد نبویؐ پہنچا تو یہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور غزوۂ بدر کی باتیں کر رہے تھے۔ عمیر نے جونہی مسجد نبویؐ کے دروازے پر اپنی اونٹنی بٹھائی تو حضرت عمرؓ نے اس کو دیکھتے ہی کہا کہ خدا کا دشمن عُمیر بن وہب ضرور کسی بُرے ارادے سے یہاں آیا ہے۔ پھر حضرت عمرؓ فوراً ہی وہاں سے اٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپؐ کے حجرۂ مبارک میں گئے اور عرض کیا: اے پیغمبر خداؐ! خدا کا یہ دشمن عُمیر بن وہب ننگی تلوار لیے آیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اسے میرے پاس اندر لے آؤ۔ حضرت عمرؓ سیدھے عمیر کے پاس آئے اور تلوار کا جو پٹکا اس کی گردن میں پڑا ہوا تھا اس کو مضبوطی سے پکڑ کر عمیر کو لے چلے۔ حضرت عمرؓ کے ساتھ اس وقت وہاں جو انصاری مسلمان موجود تھے ان سے حضرت عمرؓ نے کہا کہ میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر چلو اور آپؐ کے قریب ہی بیٹھو کیونکہ اس کی طرف سے مجھے اطمینان نہیں ہے۔ اسکے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حال میں آ رہے ہیں کہ ہاتھ سے عمیر کی تلوار کا وہ پٹکا مضبوطی سے پکڑا ہوا ہے جو اسکی گردن میں تھا تو آپؐ نے فرمایا۔ عمر! اس کو چھوڑ دو۔ پھر آپؐ نے فرمایا: عمیر قریب آؤ۔ عمیر قریب آیا اور اس نے جاہلیت کے آداب کے مطابق اَنْعِمُوْا صَبَاحًا کہتے ہوئے سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیر سے کہا تم کس لیے آئے ہو؟ عمیر نے کہا میں اپنے اس قیدی یعنی اپنے بیٹے کے سلسلے میں بات کرنے آیا ہوں جو آپ لوگوں کے قبضے میں ہے۔ آپؐ نے اسکی ننگی تلوار دیکھ کے فرمایا: پھر اس تلوار کا کیا مطلب ہے؟ عمیر نے کہا خدا اس تلوار کا ناس کرے۔ کیا آپ نے ہمیں کسی قابل چھوڑا ہے؟ اس تلوار نے پہلے کونسا ہمارا ساتھ دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا مجھے سچ سچ بتاؤ تم کس مقصد سے آئے ہو؟ عمیر نے کہا میں واقعی اس کے سوا اَور کسی ارادے سے نہیں آیا کہ اپنے قیدی کے متعلق آپ سے بات کروں۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ ایک دن تم اور صَفْوَان بن امیہ حطیم کے پاس بیٹھے تھے اور قریش کے ان مقتولوں کی باتیں کر رہے تھے جن کو جنگِ بدر میں قتل کر کے گڑھے میں ڈالا گیا ہے۔ اس وقت تم نے صفوان سے کہا تھا کہ اگر مجھ پر ایک قرض نہ ہوتا اور اپنے بیوی بچوں کی فکر نہ ہوتی تو میں جا کر محمدؐ کو قتل کر دیتا۔ صفوان نے میرے قتل کی شرط پر تمہارا قرض اتارنے اور بیوی بچوں کی ذمہ داری لے لی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ساری باتیں اللہ تعالیٰ نے بتا دی تھیں۔ عمیر نے جب یہ سب سنا تو فوراً بول اٹھا کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یا رسول اللہؐ! آپؐ کے پاس آسمان سے جو خبریں آیا کرتی ہیں اور آپؐ پر جو وحی نازل ہوتی ہے ہم اسکو جھٹلایا کرتے تھے اور جہاں تک اس معاملے کا تعلق ہے تو اس وقت حطیم کے پاس میرے اور صفوان کے سوا کوئی تیسرا شخص موجود نہیں تھا اور نہ ہی کسی اَور کو ہماری اس گفتگو کی خبر ہے۔ اس لیے خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ کے سوا آپؐ کو اَور کوئی اس کی خبر نہیں دے سکتا۔

سوال قبول اسلام کے بعد عمیر بن وہب نے صفوان بن امیہ کو کیا کہا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عمیر صفوان بن امیہ کے پاس پہنچے اور اس کو پکار کر کہا تم ہمارے سرداروں میں سے ایک سردار ہو۔ تمہیں معلوم ہی ہے کہ ہم پتھروں کی پوجا اور ان کیلئے قربانیاں کیا کرتے تھے۔ کیا یہ کوئی دین ہوا! مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ بدر سے لَوٹے تو آپؐ کو کن کے متعلق حملہ کرنے کے بارہ میں اطلاع ملی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ بدر سے لَوٹے تو چند ہی دنوں بعد آپؐ کو اطلاع ملی کہ بنوسُلَیم اور بنوغطفان کے لوگ قَرقَرۃ الکُدر کے مقام پر جمع ہیں اور مدینے پر حملے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ قَرقَرۃ الکُدر ایک چٹیل میدان میں ایک چشمہ تھا اس کا نام ہے۔ یہ ادھر نجد کے راستے میں مکہ سے شام جانے والی شاہراہ پر مدینے سے چھیانوے میل کے فاصلے پر واقعہ ہے۔

سوال مسلمانوں نے پہلی عید الفطر کب منائی؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مسلمانوں کی پہلی عید الفطر کے بارے میں جو شوال دو ہجری میں ہوئی اسکے بارے میں لکھا ہے کہ ہجرت کے دوسرے برس ماہ رمضان کے اختتام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پہلی عید الفطر ادا فرمائی۔

......☆......☆......☆......

عصماء اور ابوعفک یہودی کے قتل کے واقعات روایتاً اور درایتاً درست ثابت ہی نہیں ہوتے

اور اگر بالفرض انہیں درست سمجھا بھی جاوے تو وہ اس زمانہ کے حالات کے ماتحت قابل اعتراض نہیں سمجھے جاسکتے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہ یہ الزام ہی غلط ہے کہ آپ نے حکم دیا کہ ان کو قتل کرو

یہ سب من گھڑت باتیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی گئی ہیں

غزوہ احد میں پیش آنے والے واقعات کا تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 6 اکتوبر 2023 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال ابوعفک یہودی کے متعلق کون سی فرضی روایت ملتی ہے جسکی وضاحت حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک فرضی واقعہ ابوعفک یہودی کے قتل کا بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا۔ کون ہے جو میرے لیے اس خبیث یعنی ابوعفک سے نپٹ سکتا ہے؟ یعنی کون ہے جو اسکا کام تمام کر سکتا ہے اسکو مار سکتا ہے؟ یہ شخص یعنی ابوعفک بہت زیادہ بوڑھا آدمی تھا یہاں تک کہ کہا جاتا ہے اسکی عمر ایک سو بیس برس ہو چکی تھی مگر یہ شخص لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف بھڑکایا کرتا تھا اور اپنے شعروں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بدزبانی اور گستاخی کیا کرتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد پر حضرت سالم بن عمیرؓ اٹھے۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے بے حد رویا کرتے تھے۔ غرض انہوں نے عرض کیا مجھ پر نذر یعنی منّت ہے کہ میں یا تو ابوعفک کو قتل کر ڈالوں گا اور یا اس کوشش میں اپنی جان دے دوں گا۔ چنانچہ اسکے بعد حضرت سالم بن عمیرؓ موقع کی تلاش میں رہنے لگے۔ ایک روز جبکہ رات کا وقت تھا اور شدید گرمی تھی تو ابوعفک اپنے گھر کے صحن میں سویا جو اسکے مکان کے باہر تھا۔ حضرت سالمؓ کو اسکی اطلاع ہوئی تو وہ فوراً روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر حضرت سالمؓ نے اپنی تلوار ابوعفک کے جگر پر رکھی اور اس پر پورا دباؤ ڈال دیا یہاں تک کہ تلوار اسکے پیٹ میں پار ہو کر بستر میں بندھ گئی اور ساتھ ہی خدا کے دشمن ابوعفک نے ایک بھیانک چیخ ماری۔ حضرت سالمؓ اسکو اسی حالت

میں چھوڑ کر وہاں سے چلے آئے۔ ابوعفک کی چیخ سن کر فوراً ہی لوگ دوڑ پڑے اور اسکے کچھ ساتھی اسی وقت اسے اٹھا کر مکان کے اندر لے گئے مگر وہ خدا کا دشمن اس کاری زخم کی تاب نہ لا کر مر گیا۔

سوال قتل ابوعفک والی روایت کے اندرونی تضادات کیا بیان کرتے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: قتل ابوعفک والی روایت کے اندرونی تضادات بھی اس واقعے کو مشتبہ کر دیتے ہیں مثلاً نمبر ایک قاتل میں اختلاف۔ ابن سعد اور واقدی کے نزدیک ابوعفک کے قاتل سالم بن عمیر تھے جبکہ بعض دیگر روایات میں سالم بن عمر کا ذکر ہے جبکہ ابن عُقبہ کے نزدیک سالم بن عبداللہ بن ثابت انصاری نے اسے قتل کیا۔ دوسرے یہ کہ قتل کے سبب میں اختلاف ہے۔ ابن ہشام اور واقدی کے نزدیک سالم نے خود جوش میں آ کر اسے قتل کیا جبکہ بعض روایات کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اسے قتل کیا گیا۔ ابن ہشام نے اس طرح لکھا ہے۔ ایک تیسری بات مذہب کے اختلاف کے بارے میں ہے۔ ابن سعد کے نزدیک ابوعفک یہودی تھا جبکہ واقدی کے نزدیک یہ یہودی نہیں تھا۔

سوال عصماء بنت مروان کے قتل کے متعلق کیا اختلاف پایا جاتا ہے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: زمانہ قتل میں بھی اختلاف ہے۔ واقدی اور ابن سعد کے نزدیک یہ واقعہ عصماء بنت مروان کے قتل کے بعد کا واقعہ ہے جبکہ ابن اسحاق اور ابن ہشام وغیرہ کے نزدیک یہ واقعہ عصماء کے قتل سے پہلے کا ہے۔

سوال حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے عصماء اور ابوعفک کے قتل کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے فرمایا: جنگ بدر کے حالات کے بعد واقدی اور بعض دوسرے مؤرخین نے دو ایسے واقعات درج کئے ہیں جن کا کتبِ حدیث اور صحیح تاریخی روایات میں نشان نہیں ملتا اور درایتاً بھی غور کیا جائے تو وہ درست ثابت نہیں ہوتے مگر چونکہ ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک ظاہری صورت اعتراض کی پیدا ہو جاتی ہے اس لئے بعض عیسائی مؤرخین نے حسب عادت نہایت ناگوار صورت میں انکا ذکر کیا ہے۔ یہ فرضی واقعات یوں بیان کئے گئے ہیں کہ مدینہ میں ایک عورت عصماء نامی رہتی تھی جو اسلام کی سخت دشمن تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بہت زہر اگلتی رہتی تھی اور اپنے اشتعال انگیز اشعار میں لوگوں کو آپؐ کے خلاف بہت اکساتی تھی اور آپؐ کے قتل پر ابھارتی تھی۔ آخر ایک نابینا صحابی عُمیر بن عدیؓ نے اشتعال میں آ کر رات کے وقت اسکے گھر میں جبکہ وہ سوئی ہوئی تھی اسے قتل کر دیا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپؐ نے اس صحابی کو ملامت نہیں فرمائی بلکہ ایک گونہ اسکے فعل کی تعریف کی۔ دوسرا واقعہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک بڈھا یہودی ابوعفک نامی مدینہ میں رہتا تھا۔ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اشتعال انگیز شعر کہتا تھا اور کفار کو آپؐ کے خلاف جنگ کرنے اور آپؐ کو قتل کر دینے کیلئے ابھارتا تھا۔ آخر ایک دن اسے بھی ایک صحابی سالم بن عُمیؓر نے غصہ میں آ کر رات کے وقت اس کے صحن میں قتل کر دیا۔ واقدی اور ابن ہشام نے بعض وہ اشتعال انگیز اشعار بھی نقل کئے ہیں جو عَصماء اور ابوعفک نے آنحضرت ﷺ کے خلاف کہے تھے۔ ان دو واقعات کو سرولیم میور وغیرہ نے نہایت ناگوار صورت میں اپنی کتابوں کی زینت بنایا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ جرح اور تنقید کے سامنے یہ واقعات درست ثابت ہی نہیں ہوتے۔

سوال نیز حضرت بشیر احمد صاحبؓ نے عصماء اور ابوعفک کے قتل کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے فرمایا: عصماء اور ابوعفک یہودی کے قتل کے واقعات روایتاً اور درایتاً درست ثابت ہی نہیں ہوتے اور اگر بالفرض انہیں درست سمجھا بھی جاوے تو وہ اس زمانہ کے حالات کے ماتحت قابل اعتراض نہیں سمجھے جاسکتے اور پھر یہ کہ جو بھی صورت ہو یہ واقعاتِ قتل بہر حال بعض مسلمانوں کے انفرادی افعال تھے جو سخت اشتعال کی حالت میں ان سے سرزد ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق حکم نہیں دیا تھا۔

سوال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصماء اور ابوعفک کو قتل کرنے کا حکم دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہ یہ الزام ہی غلط ہے کہ آپؐ نے حکم دیا کہ ان کو قتل کرو۔ یہ سب من گھڑت باتیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی گئی ہیں۔ ان مؤرخین نے جو لکھا، بعد میں چاہئے تو یہ تھا کہ اس کا صحیح طرح تجزیہ کیا جاتا۔

سوال حضور انور نے ان فرضی قصوں کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جس جہت سے بھی دیکھا جاوے یہ قصے صحیح ثابت نہیں ہوتے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو کسی مخفی دشمن اسلام نے کسی مسلمان کی طرف منسوب کر کے یہ قصے بیان کر دیئے تھے اور پھر وہ مسلمانوں کی روایتوں میں دخل پا گئے اور یا کسی کمزور مسلمان نے اپنے قبیلہ کی طرف یہ جھوٹا فخر منسوب کرنے کیلئے کہ اس سے تعلق رکھنے والے آدمیوں نے بعض موذی کافروں کو قتل کیا تھا یہ روایتیں تاریخ میں داخل کر دیں۔

......☆......☆......☆......

اعلان نکاح: از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 16؍دسمبر 2023ء بعد نمازِ ظہر وعصر مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل 8 نکاحوں کا اعلان فرمایا:

☆ مکرمہ قدسیہ مونیق احمد صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر ظہیر الدین منصور احمد صاحب (امریکہ) ہمراہ مکرم مبشر سید احمد صاحب ابن مکرم سید تبریز احمد صاحب (امریکہ)

☆ مکرمہ تحسینہ کنول جمیل صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم عبدالستار صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم دانیال تصور احمد صاحب (مربی سلسلہ وکالت تعمیل و تنفیذ اسلام آباد) ابن مکرم مبشر احمد صاحب

☆ مکرمہ فاطمہ خالد منہاس صاحبہ بنت مکرم خالد محمود منہاس صاحب (امریکہ) ہمراہ مکرم حسان منہاس صاحب (مربی سلسلہ کینیڈا) ابن مکرم محمد محسن منہاس صاحب

☆ مکرمہ طوبیٰ احمد ملک صاحبہ بنت مکرم منور احمد ملک صاحب (امریکہ) ہمراہ مکرم مبارز احمد درانی صاحب (فارغ التحصیل جامعہ احمدیہ یوکے) ابن مکرم رضوان احمد درانی صاحب

☆ مکرمہ حانیہ صدف بٹر صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم نوید احمد بٹر صاحب مرحوم (یوکے) ہمراہ مکرم احسن احمد اعوان صاحب (واقف نو) ابن مکرم ظفر احمد اعوان صاحب (یوکے)

☆ مکرمہ ثانیہ ظفر صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم مظفر احمد ظفر صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم مصور احمد صاحب (واقف نو) ابن مکرم مبشر احمد وسیم صاحب مرحوم (ہالینڈ)

☆ مکرمہ جاذبہ اکرام صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم محمد اکرام صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم شاہزیب احمد شاہد صاحب ابن مکرم شاہد محمود صاحب (جرمنی)

☆ مکرمہ ہادیہ رحمان بجہ صاحبہ بنت مکرم لطف الرحمان صاحب مرحوم (یوکے) ہمراہ مکرم ولید عمر صاحب (واقف نو) ابن مکرم احمد عمر صاحب (یوکے)

......☆......☆......☆......

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ اوّل

ابلیس ایک ایسے وجود کا بھی نام ہے جسے خدا تعالیٰ نے انسانوں کے امتحان کیلئے ملائکہ کے مقابل میں رکھا ہے۔ اس شیطان کیلئے اُس وقت تک کہ اس کا کام پورا ہو موت نہیں۔ جس طرح کہ ملائکہ کیلئے اس وقت تک کہ ان کا کام پورا ہو موت نہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بالمقابل جو وجود کھڑا ہوا تھا وہ یہ شیطان بھی تھا اور اس کے اظلال بھی تھے لیکن قصّہٴ آدم میں جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں اُن کے دو حصّے ہیں۔ ایک حصّہ بدی کے محرک کی طرف اشارہ کرتا ہے اور ایک حصّہ اُسکے اظلال کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پس حضرت آدم علیہ السلام کے وقت کا شیطان زندہ بھی ہے اور مر بھی چکا ہے۔ وہ زندہ ہے اِن معنوں میں کہ محرک بدی انسانی نسل کے اس دنیا میں موجود رہنے تک قائم رکھا جائیگا اور وہ مُردہ ہے ان معنوں میں کہ اُسکے وہ اظلال جن کا قصّہ آدمؑ میں ذکر آتا ہے وہ اُسی زمانہ میں فوت ہو چکے ہیں۔ وہ شیطان جو محرکِ بدی ہے اُسکے متعلق تو کسی ثواب اور عذاب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ایک آدمی کو قتل کرنیوالا آدمی پھانسی پاتا ہے لیکن بیسیوں آدمیوں کو جلا دینے والی بجلی تو کسی سزا کی مستحق نہیں ہوتی۔ زلزلہ کا مادہ علاقوں کو اجاڑ دیتا ہے۔ اولوں کی بارش زمینداروں کو تباہ کر دیتی ہے۔ آندھیاں شہروں کو ویران کر دیتی ہیں۔ یہ دُکھ دینے والی چیزیں ہیں لیکن کسی شرعی الزام کے نیچے نہیں آتیں۔ بے شک شیطان اور ابلیس کا ٹھکانہ جہنم ہے جس طرح فرشتوں کا ٹھکانہ جنّت ہے لیکن نہ فرشتے جنّت سے متلذّذ ہو سکتے ہیں اور نہ شیطان جہنّم سے متالم۔ شیطان ایک ناری وجود ہے۔ کیا آگ کا انگارہ بھی بھٹی میں دُکھ پا سکتا ہے؟ اُس کا تو مقام ہی وہی ہے۔ پس شیطان کے دوزخ میں جانے کے یہ معنے نہیں کہ اُس کو سزا دی جائے گی بلکہ وہ جس جگہ کی چیز ہے وہیں چلی جائیگی۔ ملائکہ اگر جنّت میں جائیں گے تو وہ کسی انعام کے بدلہ میں نہیں جائیں گے۔ اِسی طرح شیطان بھی دوزخ میں کسی سزا کی وجہ سے نہیں جائیگا۔ ہاں جو اسکے اظلال ہیں وہ اپنے اپنے مراتب کے مطابق سزا پائیں گے، اس لئے کہ وہ ایسے کام کرتے ہیں جن کیلئے اُنکو پیدا نہیں کیا گیا۔ سزا ہمیشہ اُن کاموں کی ملتی ہے جو خلاف قانونِ طبعی ہوتے ہیں۔ انسان کو چونکہ خلقتاً نیکی کیلئے پیدا کیا گیا ہے جیسے فرمایا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ اس لئے جو شخص عبودیت کو ترک کرتا اور عبادت کو بھُلا دیتا ہے وہ سزا کا مستحق ہوتا ہے، مگر محرک بدی تو پیدا ہی امتحان کیلئے کیا گیا ہے اُس کو تو سزا تبھی مل سکتی ہے جب وہ تحریکِ بدی میں سُستی کرے۔ ہاں یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ پھر اسکو بُرا کیوں کہا جاتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسی چیز کا بُرا ہونا اور شے ہے اور سزا کا مستحق ہونا اور شے۔ پاخانہ کو گھر سے اٹھا کر اس لئے نہیں پھینکتے کہ اسکو سزا دیتے ہیں بلکہ اس لئے کہ اُسکا رہنا ہماری صحت کیلئے مضر ہوتا ہے۔ یہی حال محرّک بدی شیطان کا ہے۔ وہ بیماری اور گناہ کا نمائندہ ہے۔ اس لئے لازمی طور پر اُسے برا کہا جائیگا لیکن باوجود اس کے وہ سزا کا مستحق نہیں۔ ہاں اسکے ماتحت کچھ اظلال ہیں جو انسانوں میں سے بھی ہیں اور جنوں میں سے بھی۔ ایسی بد ارواح جن کا مقصدِ پیدائش بدی نہیں لیکن بدی کو پسند کر کے وہ بدی کی محرّک ہو جاتی ہیں، یا ایسے انسان جو بدی کیلئے نہیں پیدا کئے گئے لیکن وہ بدی کو پسند کر کے بدی کے محرّک بن جاتے ہیں، یہ لوگ بھی اپنے اپنے درجہ کے مطابق شیطان اور ابلیس ہیں۔ اور سزا کے مستحق ہیں۔

(تفسیر کبیر، جلد 6، صفحہ 10 تا 15، مطبوعہ 2010 قادیان)

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Ayenue Qadian
طالبِ دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین

Near Railway Gate, Soro, Balasore-45, ODISHA
Prop. : Sk. Ishaque, Con. No. 7873776617, 9778116653, 9937080096
طالبِ دعا: شیخ اسحٰق، جماعت احمدیہ سورو (صوبہ اڈیشہ)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر11633: میں نعیمہ بیگم زوجہ مکرم محمد علی رضا صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 4 دسمبر 1970 پیدائشی احمدی ساکن شہامت حسین لین اتر ٹولہ ضلع بھاگلپور صوبہ بہار بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12 دسمبر 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہؔ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کی چین ایک عدد، کان کی بالیاں 2 جوڑی، 2 انگوٹھیاں (تمام زیورات 2 تولہ 24 کیرٹ) حق مہر 16000 روپے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار ایک ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: دیدار الحق   الامۃ: نعیمہ بیگم   گواہ: محمد ذوالفقار علی

مسل نمبر11634: میں انوار اللہ فضل احمد ولد مکرم عبدالکریم رضی احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ جاب عمر 56 سال پیدائشی احمدی ساکن احمدیہ مسجد محلہ برہ پورہ ضلع بھاگلپور صوبہ بہار بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 14 دسمبر 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہؔ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ 2041.5 اسکوائر فٹ خالی زمین ہے جس کی قیمت تیرہ لاکھ پچاس ہزار روپے ہے۔ یہ زمین مونگیر میں ہے کھاتہ 1، خسرہ: 4، توسیع: 3339، تھانہ: 168۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار 5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبدالحکیم غلام احمد   العبد: انوار اللہ فضل احمد   گواہ: نظام الدین

مسل نمبر11635: میں ذکیہ پروین زوجہ مکرم وسیم احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 59 سال پیدائشی احمدی ساکن خانپور ملکی غازیپور ضلع مونگیر صوبہ بہار بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17 دسمبر 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہؔ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کی بالی ایک جوڑی 3.350 گرام (24 کیریٹ) زیور نقرئی: 2 گلے کے ہار: 174 گرام، ایک جوڑی پائل 60 گرام حق مہر 10000 روپے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد اطہر حسین   الامۃ: ذکیہ پروین   گواہ: محمد برکات اللہ

مسل نمبر11636: میں تنزیلہ اطہر زوجہ مکرم محمد اطہر حسین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 42 سال پیدائشی احمدی ساکن خانپور ملکی ضلع مونگیر صوبہ بہار بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15 دسمبر 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہؔ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد ہار ایک تولہ، ایک جوڑی کان کی بالی آدھا تولہ، ایک انگوٹھی 2 گرام (تمام زیورات 24 کیریٹ) حق مہر 30 ہزار روپے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: برکات اللہ   الامۃ: تنزیلہ اطہر   گواہ: ارشاد احمد

مسل نمبر11637: میں رملہ بی بی زوجہ مکرم ایم پی ابراہیم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 46 سال پیدائشی احمدی ساکن العافیت اڈاتھارا پالاکاٹ صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 8 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہؔ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 10 ہزار روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سعید احمد   الامۃ: رملہ بی بی   گواہ: سلطان نصیر

مسل نمبر11638: میں واحد خان ولد مکرم ذاکر احمد خان صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی ساکن: پوسٹ آفس رشپور ضلع ہاوڑہ صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 مارچ 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہؔ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شہادت حسین راج   العبد: واحد خان   گواہ: حفیظ الاسلام سارنگ

مسل نمبر11639: میں واحدہ خان زوجہ مکرم ظہیر احمد خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 40 سال تاریخ بیعت 2001 ساکن گاؤں کالیکا تا پوسٹ آفس رشپور ضلع ہاوڑہ صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/ اپریل 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہؔ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین 825 ڈسمل، داغ نمبر: 1519، کھتیان نمبر: 1166 حق مہر 15 ہزار روپے بذمہ خاوند میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شہادت حسین راج   الامۃ: واحدہ خان   گواہ: ظہیر احمد خان

مسل نمبر11640: میں عالیہ ناصر زوجہ مکرم صباح الدین احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 2/ اگست 1990 پیدائشی احمدی ساکن بونامالی گوشل لین کولکاتہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 مئی 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہؔ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 3 لاکھ روپے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار 55 ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شہادت حسین راج   الامۃ: عالیہ ناصر   گواہ: شجاع الدین احمد

مسل نمبر11641: میں مبینہ اختر زوجہ مکرم محمد حسین نائک صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 48 سال پیدائشی احمدی ساکن آسنور ضلع کولگام صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2 دسمبر 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہؔ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک جوڑی جھمکا، کان کی بالی ایک جوڑی، انگوٹھی دو عدد، ایک چین (کل دو تولہ 22 کیریٹ) حق مہر 12000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ظہور اللہ خان   الامۃ: مبینہ اختر   گواہ: غلام علی نائک

مسل نمبر11642: میں توحید احمد ولد مکرم عبدالرحمٰن صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 25 ستمبر 1998 پیدائشی احمدی ساکن محلہ ناصر آباد قادیان دارالامان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 نومبر 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہؔ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار 7584 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: خواجہ عطاء الغفار   العبد: توحید احمد   گواہ: عدنان احمد ظفر

مسل نمبر11643: میں سید عبدالعزیز ولد مکرم سید عبدالحمید مرحوم صاحب قوم احمدی مسلمان عمر 72 سال پیدائشی احمدی ساکن خانپور ملکی پوسٹ آفس غازی پور ضلع مونگھیر صوبہ بہار بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 دسمبر 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہؔ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین 59 ڈسمل ہے جس پر ایک مکان ہے جس میں 10 کمرے ہیں اور کچھ زمین خالی ہے جو کہ خانپور ملکی میں واقع ہے۔ کھاتہ نمبر: 82، خسرہ نمبر 370.407۔ نوٹ: جائیداد مشترکہ ہے تقسیم نہیں ہوئی آئندہ جب تقسیم ہوگی تو خاکسار اسکی اطلاع دفتر کو دے دے گا۔ میرا گزارہ آمداز خورونوش ماہوار 2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد اطہر حسین   العبد: سید عبدالعزیز   گواہ: محمد برکات اللہ

مسل نمبر11644: میں احسن احمد خان ولد مکرم انیس احمد خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 17 جنوری 1998 پیدائشی احمدی ساکن حلقہ مہدیؑ آباد (کالہواں) قادیان دارالامان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17/ جنوری 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہؔ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار 9918 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: طاہر احمد حفیظ   العبد: احسن احمد   گواہ: عارف محمد اسلم

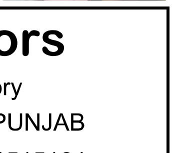
COAT-PANT, SHERWANI, VASE COAT
SALWAR KAMEEZ, LADIES COAT
عمدہ کوالٹی کے کپڑے مناسب ریٹ پر دستیاب ہیں
Gentelman Tailors
Civil Line Road, Near Four Story
Qadian - 143516 Dist. Gurdaspur, PUNJAB
Tayyab : 9779827028 Sadiq : 9041515164

رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ (الہامی دعا حضرت مسیح موعودؑ)
ترجمہ: اے میرے ربّ! ہر ایک چیز تیری خادم ہے، اے میرے رب! شریر کی شرارت سے مجھے پناہ میں رکھ اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم کر
KOLKATA BAZAR MOBILE SHOP
Prop. : Minzarul Hassan
Contact No. 6239691816, 8116091155
Delhi Bazar, Qadian - 143516
Dist. Gurdaspur, PUNJAB
MOBILE REPAIR SERVICES

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 73 Thursday 8 - February - 2024 Issue. 6

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

جنگ احد کے جانباز اور وفادار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی جاں بازی و جاں نثاری کے ایمان افروز واقعات

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 2؍فروری 2024ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جنگ احد کے واقعات میں صحابہ کی قربانیوں اور ان کے عشق رسول کی مثالیں میں نے دی تھیں۔ان میں حضرت علیؓ کی بہادری کے واقعات کا بھی ذکر ملتا ہے۔ جب حضرت مصعب شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے جھنڈا حضرت علی کے سپرد کیا چنانچہ حضرت علی اور باقی مسلمانوں نے لڑائی کی۔حضرت علی نے یکے بعد دیگرے کفار کے علمبرداروں کو تہ تیغ کیا تو حضرت جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ یقیناً علی ہمدردی کے لائق ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔تو جبرئیل نے کہا کہ میں آپ دونوں میں سے ہوں۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ غزوہ احد میں حضرت علی کو سولہ زخم لگے تھے۔حضرت علی نے احد سے واپس آکر حضرت فاطمہ کو اپنی تلوار دی اور کہا اس کو دھودو آج اس تلوار نے بڑا کام کیا ہے۔ رسول کریم ﷺ حضرت علی کی یہ بات سن رہے تھے۔آپ نے فرمایا علی تمہاری ہی تلوار نے کام نہیں کیا اور بھی بہت سے تمہارے بھائی ہیں جن کی تلواروں نے جوہر دکھائے ہیں آپ ﷺ نے چھ سات صحابہ کے نام لیتے ہوئے فرمایا ان کی تلواریں تمہاری تلوار سے کم نہ تھیں۔

حضرت ابوطلحہ انصاری کے بارے میں ذکر ملتا ہے کہ جب احد کی جنگ ہوئی تو لوگ شکست کھا کر نبی کریم ﷺ سے جدا ہو گئے اور حضرت ابوطلحہ نبی ﷺ کے سامنے آڑ بن کر کھڑے رہے۔حضرت ابوطلحہ ایسے تیرانداز تھے کہ زور سے کمان کھینچا کرتے تھے۔انہوں نے اس دن دو یا تین کمانیں توڑیں۔جو کوئی آدمی تیروں کا ترکش اپنے ساتھ لئے گزرتا تھا تو آنحضرت ﷺ اس سے فرماتے کہ اپنے تیر طلحہ کو دے دو۔جب وہ تیر چلاتے تو نبی کریم ﷺ جھانکتے اور ان کے تیر پڑنے کی جگہ کو دیکھتے تو حضرت ابوطلحہ کہتے میرے ماں باپ آپ پر قربان، سر اٹھا کر نہ دیکھیں کہیں کوئی تیر آپ کو نہ لگ جائے۔میرا سینہ آپ کے سینے کے سامنے ہے۔

غزوہ احد میں حضرت ابوطلحہ کے اس شعر کے پڑھنے کا بھی ذکر آتا ہے :

وَجْهِيْ لِوَجْهِكَ الْوِقَاءُ ☆ وَنَفْسِيْ بِنَفْسِكَ الْفِدَاءُ

میرا چہرہ آپ کے چہرے کو بچانے کیلئے ہے اور میری جان آپ کی جان پر قربان ہے۔

پھر حضرت طلحہ بن عبیداللہ کا ذکر ہے۔وہ انصاری تھے یہ قریش میں سے تھے۔جنگ احد کے دن آنحضرت ﷺ کو بچاتے ہوئے یہ تیر اپنے ہاتھوں پہ لیتے تھے۔ جنگ احد کے روز رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ثابت قدم رہے اور آپ سے موت پر بیعت کی۔

عائشہ اور ام اسحاق جو حضرت طلحہ کی بیٹیاں تھیں ان دونوں نے بیان کیا کہ احد کے دن ہمارے والد کو چوبیس زخم لگے جن میں سے ایک چوکور زخم سر میں تھا اور پاؤں کی رگ کٹ گئی تھی۔انگلی شل ہوگئی تھی اور باقی زخم جسم پر تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ احد کے دن جب خالد بن ولید نے مسلمانوں پر اچانک حملہ کیا اور مسلمانوں میں انتشار پھیل گیا تو چند صحابہ دوڑ کر رسول اللہ ﷺ کے گرد جمع ہو گئے جن کی تعداد زیادہ سے زیادہ تیس تھی۔کفار نے شدت کے ساتھ اُس مقام پر حملہ کیا جہاں رسول کریم ﷺ کھڑے تھے۔یکے بعد دیگرے صحابہ آپ کی حفاظت کرتے ہوئے مارے جانے لگے۔ علاوہ شمشیر زنوں کے تیر انداز اونچے ٹیلوں پر کھڑے ہو کر رسول کریم ﷺ کی طرف بے تحاشہ تیر مارتے تھے۔یہ دیکھتے ہوئے کہ دشمن سب کے سب تیر رسول اللہ ﷺ کے منہ کی طرف پھینک رہا ہے حضرت طلحہ نے اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے منہ کے آگے کھڑا کر دیا۔تیر کے بعد تیر جو نشانہ پر گرتا تھا وہ طلحہ کے ہاتھ پر گرتا تھا مگر جانباز اور وفادار صحابی اپنے ہاتھ کو کوئی حرکت نہیں دیتا تھا۔اِس طرح تیر پڑتے گئے اور طلحہ کا ہاتھ زخموں کی شدت کی وجہ سے بالکل بیکار ہو گیا اور صرف ایک ہی ہاتھ ان کا باقی رہ گیا۔سالہا سال بعد اِسلام کی چوتھی خلافت کے زمانہ میں جب مسلمانوں میں خانہ جنگی واقع ہوئی تو کسی دشمن نے طعنہ کے طور پر طلحہ کو کہا۔ٹنڈا۔ اِس پر ایک دوسرے صحابی نے کہا، ہاں ٹنڈا ہے مگر کیسا مبارک ٹنڈا ہے۔تمہیں معلوم ہے کہ طلحہ کا یہ ہاتھ رسول کریم ﷺ کے منہ کی حفاظت میں ٹنڈا ہوا تھا۔احد کی جنگ کے بعد کسی شخص نے طلحہ سے پوچھا کہ جب تیر آپ کے ہاتھ پر گرتے تھے تو کیا آپ کو درد نہیں ہوتی تھی اور کیا آپ کے منہ سے اُف نہیں نکلتی تھی؟ طلحہ نے جواب دیا۔درد بھی ہوتی تھی اور اُف بھی نکلنا چاہتی تھی لیکن میں اُف کرتا نہیں تھا تا ایسا نہ ہو کہ اُف کرتے وقت میرا ہاتھ ہل جائے اور تیر رسول کریم ﷺ کے منہ پر آگرے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص اُن جاں نثاروں میں سے ایک تھے جنہوں نے بڑی بہادری اور وفا کا مظاہرہ کیا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے لکھا ہے کہ سعد بن ابی وقاص کو آنحضرت ﷺ خود تیر پکڑاتے جاتے تھے اور حضرت سعد یہ تیر دشمن پر بے تحاشا چلاتے جاتے تھے۔ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد سے فرمایا تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں برابر تیر چلاتے جاؤ۔سعد اپنی آخری عمر تک ان الفاظ کو نہایت فخر کے ساتھ بیان کیا کرتے تھے۔حضرت علی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کو کبھی کسی کیلئے اپنے ماں باپ فدا کرنے کی دعا دیتے نہیں سنا۔

اسی طرح حضرت ابودجانہ کی قربانی کا بھی ذکر ملتا ہے۔حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ ابودجانہ نے بڑی دیر تک آپ کے جسم کو اپنے جسم سے چھپائے رکھا اور جو تیر یا پتھر آتا تھا اسے اپنے جسم پر لیتے تھے۔حتی کہ ان کا بدن تیروں سے چھلنی ہو گیا مگر انہوں نے اُف تک نہیں کی تا ایسا نہ ہو کہ ان کے بدن میں حرکت پیدا ہونے سے آنحضرت ﷺ کے جسم کا کوئی حصہ ننگا ہو جائے اور آپ کو کوئی تیر آ لگے۔

پھر حضرت سہل بن حنیف عظیم المرتبت صحابی نے احد کے روز ثابت قدمی دکھائی۔اس روز انہوں نے موت پر آنحضور ﷺ کی بیعت کی تھی۔آپ آنحضور ﷺ کے آگے ڈھال بن کر ڈٹے رہے۔جب دشمن کے شدید حملے کی وجہ سے مسلمان بکھر گئے اُس دن انہوں نے آنحضور ﷺ کی طرف سے تیر چلائے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سہل کو تیر پکڑاؤ کیونکہ تیر چلانا اس کیلئے آسان امر ہے۔

پھر حضرت ام عمارہ بہادری کے جوہر دکھانے والی بڑی باوفا جاں نثار صحابیہ تھیں۔ یہ حضرت زید بن عاصم کی بیوی تھیں۔انہوں نے بیان کیا کہ غزوہ احد کے موقع پر میں یہ دیکھنے کیلئے روانہ ہوئی کہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ میرے پاس پانی سے بھرا ہوا ایک مشکیزہ بھی تھا جو میں نے زخمیوں کو پلانے کیلئے ساتھ لے لیا تھا یہاں تک کہ میں آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچ گئی۔اس وقت آپ صحابہ کے درمیان میں تھے اور اس وقت مسلمانوں کا پلڑا بھاری تھا۔پھر اچانک صحابہ افراتفری میں ادھر ادھر ہو گئے۔مشرکوں نے چاروں طرف سے آنحضرت ﷺ پر یلغار کر دی۔ یہ صورتحال دیکھ کر میں کھڑی ہو کر جنگ کرنے لگی۔ میں تلوار کے ذریعہ دشمنوں کو آپ کے قریب آنے سے روک رہی تھی۔ساتھ ہی میں کمان سے تیر بھی چلا رہی تھی یہاں تک کہ میں خود بھی زخمی ہوگئی۔ان کے کندھے پر بہت گہرا زخم لگا۔جب ان سے پوچھا گیا کہ تمہیں کس نے زخمی کیا تو انہوں نے کہا ابن قمئہ نے۔حضرت ام عمارہ بیان کرتی ہیں کہ جب ابن قمئہ آنحضرت ﷺ پر حملہ کرنے آپ کے قریب آیا تو میں نے اور مصعب بن عمیر نے اس کا راستہ روکا۔اس وقت اس نے مجھ پر حملہ کر دیا۔جس پر یہ کندھے کا زخم مجھے لگا یا تھا۔میں نے اس پر کئی وار کئے مگر وہ خدا کا دشمن دو زرہیں پہنے ہوئے تھا۔

آنحضرت ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ احد کے دن میں دائیں بائیں جدھر بھی دیکھتا تو دیکھتا کہ ام عمارہ میری حفاظت کیلئے دشمن سے لڑ رہی ہیں۔غزوہ احد میں حضرت ام عمارہ کو بارہ زخم آئے جن میں نیزوں کے زخم بھی تھے اور تلواروں کے بھی تھے۔

انکے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ نے لکھا ہے کہ ام عمارہ تلوار ہاتھ میں لے کر مارتی کاٹتی آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچی۔اُس وقت عبداللہ بن قمئہ آپ پر وار کرنے کیلئے آگے بڑھ رہا تھا۔ام عمارہ نے جھٹ آگے بڑھ کر وہ وار اپنے اوپر لے لیا اور پھر تلوار تول کر اس پر اپنا وار کیا مگر وہ ایک دوہری زرہ پہنے ہوئے مرد تھا اور یہ ایک کمزور عورت، اس لئے وار کاری نہ پڑا۔

جنگ میں ابوسفیان کے ساتھ مکالمے کا ذکر ملتا ہے اور یہ کہ قریش کس طرح واپس ہوئے۔غزوہ احد کے دن جب آنحضرت ﷺ صحابہ کے ساتھ پہاڑ پر چڑھ گئے تو کفار بھی آپ کے پیچھے آئے۔ابوسفیان نے تین بار پکار کر کہا کیا تم میں محمد ﷺ ہیں؟ نبی ﷺ نے صحابہ کو جواب دینے سے روک دیا۔ پھر اس نے تین بار پکار کر پوچھا کیا تم میں ابوبکر ہے؟ پھر تین بار پوچھا کیا تم میں ابن خطاب ہے؟ پھر وہ اپنے ساتھیوں کو کہنے لگا یہ تو مارے گئے۔ یہ سن کر حضرت عمر اپنے آپ کو قابو میں نہ کر سکے اور بولے اَے اللہ کے دشمن بخدا تم نے جھوٹ کہا ہے۔جن کا تم نے نام لیا ہے وہ سب زندہ ہیں۔ابوسفیان بولا یہ معرکہ بدر کے معرکہ کا بدلہ ہے۔لڑائی تو ڈول کی طرح ہے کبھی اس کی فتح اور کبھی اُسکی فتح۔پھر ابوسفیان نے نعرہ لگایا اعل ھبل اعل ھبل۔ہبل بت کی جے ہبل بت کی جے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کیا اسے جواب نہیں دو گے۔صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ہم کیا کہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کہو اللہ اعلیٰ واجل۔اللہ ہی سب سے بلند اور بڑی شان والا ہے۔پھر ابوسفیان نے کہا عزیٰ نامی بت ہمارا ہے اور تمہارا کوئی عزیٰ نہیں۔ نبی ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ کیا تم اسے جواب نہیں دو گے۔صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ہم کیا کہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ کہو کہ اللہ مولانا ولا مولا لکم کہ اللہ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔اسکے بعد ابوسفیان نے پکار کر مسلمانوں سے کہا کہ آئندہ سال میدان بدر میں ہم تم سے پھر ملیں گے۔اس پر آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ میں سے ایک شخص سے فرمایا کہہ دو کہ ہاں ہمارا تمہارا ملنے کا وعدہ رہا۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے فرمایا: فلسطینیوں کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔مغربی حکومتوں میں انصاف کا کوئی نام ونشان ہی نہیں۔اب تو ان کے اپنے لکھنے والے لکھنے لگ گئے ہیں کہ ظلم کی انتہا ہو رہی ہے۔امریکہ کے لیڈر صرف اپنی معیشت بہتر کرنے کیلئے ان جنگوں کو ہوا دے رہے ہیں۔خدا تعالیٰ کی پکڑ سے یہ لوگ بچ نہیں سکتے۔احمدی بہرحال اپنی دعاؤں اور رابطوں سے تباہی سے بچنے کیلئے اپنا کردار ادا کریں۔یو این کی جو مدد کرنے والی ایجنسی ہے، امریکہ اور یو کے وغیرہ نے انہیں مالی مدد دینا بند کر دیا ہے۔یو این ایجنسی نے اعلان کیا ہے کہ اگر مدد نہ ملی تو فروری کے بعد ہم فلسطینیوں کو کوئی ایڈ نہیں پہنچا سکتے۔حیرت اس بات پر ہے کہ اگر مغربی ملکوں نے مدد بند کی ہے تو تیل کی دولت رکھنے والے مسلمان ممالک نے کیوں اعلان نہیں کیا کہ ہم مدد کریں گے۔

اللہ تعالیٰ مسلمان ملکوں کو بھی اپنا کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دنیا کا فساد بھی ختم ہو اب ایران کے ساتھ بھی جنگ کا خطرہ بڑھ رہا ہے۔اسی طرح یمن کے احمدیوں کیلئے بھی دعا کریں۔پاکستان کے احمدیوں کیلئے بھی دعا کریں۔اللہ تعالیٰ ان کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ شریروں کے شر ان پر الٹائے اور اللہ تعالیٰ ہر ملک میں احمدیوں کی حفاظت فرمائے۔دنیا اس حقیقت کو پہچان لے کہ اُن کی بقا اسی میں ہے کہ اللہ کو پہچانیں اور اللہ کے بھیجے ہوئے کو مانیں۔اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad